حج اکبر کی حقیقت

الحَظُّ الْأَوْفَرِ فِی الحَجِّ الْأَکبَر

تالیف

مُلّا علی القَاری الحنفی

ترجمہ و تحشیّہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلّہ

رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

تَائِیْدُ الحَظِّ الْأَوْفَرِ فِی الحَجِّ الْأَکبَرِ

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلّہ

ناشر

جمعیت اشاعت اهلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب عربی : الحظ الأوفر فی الحج الأکبر

مؤلف : ملا علی القاری الحنفی

نام کتاب اردو : حج اکبر کی حقیقت

ترجمہ وتحشیہ : مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

ضمیمہ بنام : تائید الحظ الأوفر فی الحج الأکبر

مؤلف : مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ/ اکتوبر ۲۰۱۱ء

تعدادِ اشاعت : ۳۵۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

مفتی صاحب قبلہ نے ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء میں ''فتاویٰ حج وعمرہ'' کے تیسرے حصے کی اشاعت کے وقت وعدہ فرمایا تھا کہ میں مُلّا علی قاری کا ایک مفید رسالہ ''الحظ الأوفر فی الحج الأکبر'' کا ترجمہ قارئین کے لئے پیش کروں گا اور آپ نے اس کا تذکرہ ''حج اکبر'' کے ثبوت و فضیلت پر مشتمل کے فتوی کے تحت بھی کیا تھا، آپ نے ترجمہ تو بہت پہلے کر دیا تھا مگر اس کی تخریج نہ ہوئی تھی، اب جب آپ نے اس کی تخریج کی تو اس باب میں دیگر علمائے کے کچھ اقوال جمع کر کے اس کا نام ''تائید الحظ الأوفر فی الحج الأکبر'' رکھا اور اُسے بھی اس کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

اور جمعیت اشاعت اہلسنّت اسے اپنی اشاعت کے دوسو دس (۲۱۰) نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے، اور ادارے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی طرف سے ایسے مضامین و تراجم شائع ہو رہے ہیں جو اس سے قبل کسی نے بھی شائع نہ کئے تھے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف، مترجم اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے اور قارئین کے لئے اسے مفید بنائے۔

محمد عرفان المانی

الحَظُّ الْأَوْفَر فِي الحجّ الْأَكبَر (١)

للمُلّا علی القَاری الحنفی
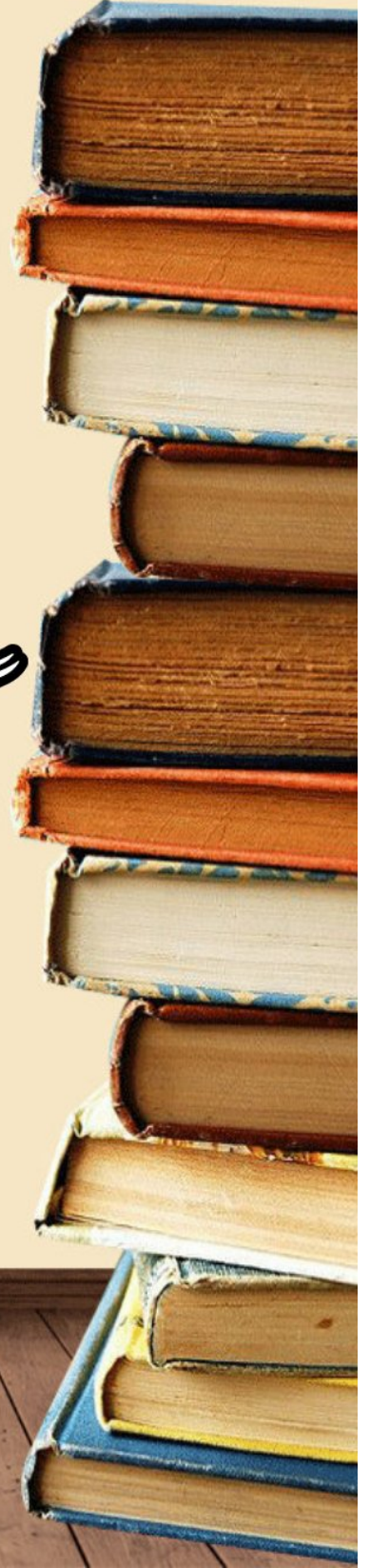
بسم الله الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جو بلند ہے، بڑا ہے، سب سے بڑا ہے جس نے اپنے بندوں پر انعام کیا انہیں فضیلت بخشی اور انہیں کثرت دی اور اپنے خلیل جلیل اور اسماعیل جمیل کو قبلہ معظّمہ مطہرہ کی عمارت کی از سرِ نو تجدید کا اور کعبہ مکرمہ معطّرہ کی بنیادوں کی پختگی کا حکم دیا، اور اُس کے حریم کو امن والا حرم بنایا اور اُس کے اردگرد کو لوگوں کے لئے بار بار پلٹ آنے کا مقام اور جائے امن بنایا اور اُسے ملأ اعلیٰ مقربین، انبیاء و مرسلین، تمام اربابِ شہود میں سے طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رُکوع وسُجو د کرنے والوں کے لئے قصد کی جگہ بنایا، اور درود وسلام ہوں قیامت تک دائرۃ الوجود کے مرکز، خاتمۂ اہلِ جُو دو کرم، سیّد العارفین، سَنَد الواقفین (ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ) پر اور آپ کی اچھی آل اور آپ کے پاکیزہ اصحاب کرام اور تابعین عظام پر۔

حمد وصلاۃ کے بعد اپنے ربّ کے کرم کا اُمیدوار علی بن سلطان محمد القاری کہتا ہے کہ میرے اُن بھائیوں سے جو عینُ الا عیان ہیں مجھ سے سوال کیا کہ میں اُس کو بیان کر دوں جو نوعِ انسانی کی زبانوں پر مشہور ہے کہ وہ اُس مخصوص حج کو جو معتبر زمانہ کے ساتھ مقید ہے ''حج اکبر'' بولتے ہیں وہ (معزّز زمانہ) جمعہ کے روز وُقوفِ عرفہ ہے اور (میں بیان کروں) اُسے جو اُس سے متعلق اخبارِ نقلیّہ اور آثارِ عقلیّہ ہیں، اب میں اُس کا ذکر کرتا ہوں جو میرے حال کے مناسب ہوا، اور جو بات میرے (ذہن میں) حاضر ہوئی اور میں اس کا نام ''الحَظُّ الْأَوْفَر فِي الحَجّ الْأَكبَر'' (٢) رکھتا ہوں۔

١۔ یہی وہ رسالہ ہے جس کا تذکرہ مؤلّف نے "لباب المناسك" کی شرح "المسلك المتقسّط في المنسك المتوسّط" کے باب المتفرقات میں کیا ہے۔

٢۔ یعنی، حج اکبر میں ثواب کا وافر حصہ

پس جان لے اللہ تعالیٰ تجھے حج کی سعادت اور دلیل کا فہم عطا فرمائے کہ اکثر (اہلِ عرب) کی زبان میں ''حج'' کے معنی قصد کے ہیں، اور (یہ بھی) کہا گیا کہ ''حج'' اُس کی طرف قصد کرنے کا نام ہے جو نظر میں معظّم ہو، اور کہا گیا کہ علی الاطلاق نہیں بلکہ اِس قید کے ساتھ ہے کہ وہ متکرر ہو، اور اُس کے دلائل اپنی جگہ مسطور ہیں اور اُس کے شواہد اپنے مقام پر مذکور ہیں۔

لیکن آخری معنی کے اطلاق کا درست ہونا اُس پر مشکل ہے جو ایک بار حج کرے (کہ اُس سے یہ معنی) متصورّ نہ ہوں گے (٣)، اور اِس اشکال کو دفع کرنا ممکن ہے وہ اِس طرح کہ اُس کا قصد حج کے اجزاء میں سے ہر جُزء کا ہے (اِس طرح قصد کا تکرار پایا گیا) اور اِسی وجہ سے طواف میں کہا گیا اگر چہ طواف منفرد ہو (یعنی حج یا عمرہ کا طواف نہ ہو)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْراً وَ سَعْيًا مَشْكُوْرًا (٤)

اے اللہ! اسے مقبول حج اور سعی مشکور بنا دے۔

اور اِسی طرح سعی اور وُقوف میں اور رمی جمرات میں اور تمام مشاعر اور محترم مواضع میں۔

پھر جان لے کہ علماء نے ''اکبر'' کے ساتھ حج کے وصف کے معنی میں اختلاف کیا جسے عنقریب تحریر کیا جائے گا اور اس کی وجہ بیان ہو گی، پس اُن میں سے بعض نے فرمایا اِسے ''حجِ اکبر'' صرف اِس لئے کہا گیا کیونکہ عمرہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ''حجِ اصغر'' ہے کیونکہ اِس میں عمل ومشقّت کم ہے یا اِس کا مقام ورُتبہ کم ہے۔

اور مجاہد نے فرمایا: حج اکبر حجِ قران ہے (٥) اور حج اصغر حجِ افراد ہے اور یہ ہمارے اور جمہور علماء محقّقین وفُقہاء ومُحدّثین کے (مذہب کے) مناسب ہے، جو شرف والے، کرم والے، عظمت والے آقا ﷺ کے مبارک حج میں واردطُرُق میں جمع کرنے والے ہیں،

٣۔ کیونکہ اس معنی کے اعتبار سے اُس شخص پر حج کا یہ معنی صادق نہیں آتا جس نے زندگی میں صرف ایک ہی حج کیا جیسا کہ مخفی نہیں ہے اور مؤلف نے اس کا جواب بھی دیا ہے جس سے ایسے شخص کے حج پر آخری معنی کا اطلاق درست ہو جاتا ہے کہ جس نے زندگی میں صرف ایک بار حج کیا ہو۔

٤۔ یہاں پر طواف کو حج مبرو کہا گیا ہے اگر چہ طواف حج کا ایک جزء ہے۔

٥۔ تفسير الخازن، سورة التّوبة، الآية: ٣، ٢/٣٣٥

اِس بنا پر جو حافظ ابن حزم نے اپنی تصنیف میں اِس سے مختص باب میں بیان کیا اور امام نووی وغیرہ نے اُس کی اتباع کی اور اِسے ثابت رکھا اور اِسے ہی صواب بتایا، پھر حضرت عکرمہ (تابعی) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ''حج اکبر کا دن یوم عرفہ ہے'' (٦) یعنی کیوں نہ وہ جمعہ کا روز نہ ہو اور یہ بھی مرفوعاً مروی ہے، اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اُن کے غیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موقوفاً مروی ہے اور یہی اکابر تابعین کی جماعت جیسے عطاء، طاؤس، مجاہد، سعید المسیّب وغیرہم ائمہ دین کا قول ہے۔

پس ابن ابی حاتم (٧)، ابن مردویہ (٨)، فقیہ ابواللیث سمرقندی (٩) نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَر﴾ (١٠) کی تفسیر میں کہ حضرت مِسوَر بن مَخرمہ رضی اللہ عنہ سے تخریج فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ، یہی یوم حجِ اکبر ہے'' (١١) اور اِس میں مشہور معنی کی طرف اشارہ ہے، پس چاہئے کہ تُو تدبّر کرے۔

اور ابن ابی شیبہ (١٢) اور ایک جماعت (مُحدِّثین) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تخریج فرمائی کہ ''حج اکبر یوم عرفہ ہے'' اور ابن المنذر (١٣) وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تخریج فرمائی کہ ''بے شک یوم عرفہ یوم حجِ اکبر ہے، یوم مباہات ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اہلِ زمین کے ساتھ آسمان میں فرشتوں سے مباہات فرماتا

٦۔ تفسیر الخازن، سورة التّوبة، الآية: ٣، ٣/٣٣٥ و قال: و یروی ذلك عن ابن عمر، و ابن الزبیر، و هو قول عطاء و طاؤوس و مجاهد و سعید المسیّب و قال السمرقندی: و روی عن محمد بن قیس بن مخرمة أن النبی ﷺ قال: "الحَجُّ الْأَكْبَرُ يَوْمُ عَرَفَةَ" (تفسیر السّمرقندی، سورة التّوبة، الآية: ٣، ٢/٣٩)

٧۔ تفسیر ابن أبی حاتم، سورة التوبه، الآية: ٣، برقم: ١٠٠٧٦، ٦/٥

٨۔ الدُّرّ المنثور، سورة التّوبة، الآية: ٣، ٤/١١٨، و قال أخرجه ابن أبی حاتم و ابن مردوية عن المنسوربن مخرمة رضی الله عنه

٩۔ تفسیر السّمرقندی، سورة التّوبة، الآیَ: ٣۔٤، ٢/٣٨

١٠۔ التّوبة:٩/٣

١١۔ التفسیر الکبیر للطبرانی، سورة التّوبة، ٣/٢٨٥

١٢۔ المُصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الحجّ، باب: فی یوم الحجّ الأکبر، برقم: ١٥٣٣٨، ٨/٦٢٣

١٣۔ الدُّرّ المنثور، سورة التّوبة، الآية: ٣، ٤/١١٩، و قال أخرج أبو عبید و ابن المنذر إلخ

ہے کہ '' (میرے بندے) میری بارگاہ میں پراگندہ بال، غبار آلودہ آئے مجھ پر ایمان لائے حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا، مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں اُن کو ضرور ضرور بخش دوں گا'' (١٤) اور ابن جریر نے تخریج فرمائی کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''یہ یوم عرفہ حج اکبر ہے'' (١٥) اور انہوں نے تخریج فرمائی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ''حج اکبر یوم عرفہ ہے'' (١٦) اور ایک

١٤۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی وقوف نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں یوم عرفہ سے افضل ہو، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور اہلِ زمین کے سبب اہلِ آسمان کے ساتھ مباہات فرماتا ہے، پس فرماتا ہے کہ ''میرے بندوں کو دیکھو پراگندہ، غبار آلودہ دھوپ میں آئے ہیں، ہر گہری کھائی سے گزر کر میری رحمت کی اُمید رکھتے ہوئے آئے ہیں حالانکہ انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا، پس یوم عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد کسی دن نہ دیکھے گئے'' (الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحجّ، باب الوقوف بعرفة و المزدلفة إلخ، برقم: ٣٨٤٢، ٤/٦/٦٢) اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ مروی ہے اور اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''گواہ ہو جاؤ میں نے اُن کے گُناہ بخش دیئے اگر بارش کے قطروں، ریت کے ذروں کے برابر ہوں''۔ (الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصّلاة، باب صفة الصلاة، برقم: ١٨٨٤، ٣/٣/١٨٢۔ أیضاً صحیح ابن خزیمة، کتاب المناسك، باب مُباهی الله أهل السماء إلخ، برقم: ٢٨٤، ٢/١٣٣٨)، اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ عرفات کے ساتھ اہلِ آسمان سے مباہات فرماتا ہے، انہیں فرماتا ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو پراگندہ بال اور غُبار آلود آئے ہیں (المُسنَد للإمام أحمد، ٢/٣٠٥، أیضاً المُستدرك للحاكم، کتاب المناسك، باب إن الله یباهی إلخ، برقم: ١٧٥١، ٢/١٢٠) اِسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ اپنے فرشتوں سے عرفہ کی شام مباہات فرماتا ہے'' (المُسند للإمام احمد، ٢/٢٢٤۔ أیضاً المعجم الصّغیر للطّبرانی، ١/٢٠٨۔ أیضاً الرّوض الدّانی، برقم: ٥٧٥، ١/٣٧٠)

١٥۔ تفسیر الطّبری، سورة التّوبة، ٣، برقم: ١٦٤٠١، ٦/٣١٠

١٦۔ تفسیر الطّبری، سورة التّوبة، الآية: ٣، برقم: ١٦٤٠٨، ١٦٤٠٩، ١٦٤١٠، ١٦٤٢٠، ١٦٤٢١، ١٦٤٢٢، ٦/٣١٢، اور حضرت علی سے یہ مروی ہے کہ قرآن کریم میں ﴿یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ﴾ سے مراد یوم نحر ہے اس طرح یہ بھی مروی ہے کہ ابوالصہباء بکری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ﴿یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ﴾ کے

جماعت (۱۷) نے کہا ''یوم حج اکبر یوم نحر ہے''، پس یحییٰ بن الجزّ ار سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ یوم نحر میں ایک سفید خچر پر سوار ہو کر جَبَّانہ کو نکلے تو ایک شخص آ گیا اور اُس نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور آپ سے حجِ اکبر کے بارے میں پوچھنے لگا تو آپ نے اُسے جواب میں فرمایا: تیرا یہ دن، (میری) سواری کی راہ چھوڑ دے'' (۱۸) اور اِسی طرح امام ترمذی نے اُن سے روایت کیا (۱۹) اور امام ابو داؤد (۲۰) نے حضرت ابو ہریرہ (کی روایت) سے روایت کیا اور یہ حضرت عبداللہ بن ابی اَوفی، مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا گیا ہے اور یہی امام شعبی نخعی، سعید بن جبیر اور سدی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں شاید (یوم نحر کو) ''حجِ اکبر'' اِس لئے کہا گیا کہ اکثر افعالِ حج اُس میں ادا کئے جاتے ہیں (جیسے) رمی، ذبح (قربانی) حلق (یا تقصیر) وغیرہا، اور (جو میں نے کہا) اُس کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ جس کی تخریج (مُحدِّثین کی) ایک جماعت نے

بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (۹ھ میں) حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجا اور مجھے سورۂ برأت کی چالیس آیتیں دے کر بھیجا یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرفات میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا جب خطبہ ختم فرمایا تو میری طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: اے علی! کھڑے ہو جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچاؤ، تو میں کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو سورۂ برأت کی چالیس آیتیں پڑھ کر سُنائیں، پھر ہم عرفات سے لوٹے یہاں تک کہ منی میں آ گئے تو میں نے شیطان کو کنکریاں ماریں، قربانی کی اور سر منڈوا دیا، اور میں نے سمجھا کہ عرفہ کے روز سب لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر نہ تھے تو میں ایک ایک خیمہ میں گیا اور انہیں آیتیں سُنانے لگا، پس میرا خیال ہے کہ اِس وجہ سے تم لوگوں نے گُمان کیا کہ آیت میں مذکور ﴿يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ﴾ یوم نحر ہے، سنو! وہ یوم عرفہ ہے (تفسیر الطّبری، سورة التّوبة، الآية: ۳، برقم: ۱٦٣٩٦، ٦/٣٠٩، ٣١٠)

۱۷۔ جیسے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، مغیرہ بن شعبہ، ابن عباس، ابو جحیفہ، سعید بن جبیر، قیس بن عباد، عبد اللہ بن شداد، نافع بن جبیر، ابراہیم، عامر، مجاہد، محمد بن علی، عکرمہ، زہری وغیرہم جیسا کہ ''تفسیر الطّبری'' (٦/٣١١، ٣١٢، ٣١٣، ٣١٤) میں ہے۔

۱۸۔ تفسير الطّبرى، سورة التّوبة، الآية: ٣، برقم: ١٦٤١٩، ٦/٣١٢
أيضاً تفسير الحداد، سورة التّوبة، ٣/٣٠١

۱۹۔ سُنَن التّرمذى، كتاب المناسك، باب ما جاء يوم الحجّ الأكبر، برقم: ٩٥٧، ٢/٩٤

۲۰۔ سُنَن أبى داؤد، كتاب المناسك، باب يوم الحجّ الأكبر، برقم: ١٩٤٦، ٢/٣٣١

حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰ سے فرمائی ہے فرمایا: ''حجِ اکبر یوم نحر ہے، جس میں بال اُتارے جاتے ہیں، خون بہایا جاتا ہے اور احرام کُھل جاتا ہے'' (۲۱) اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن المسیب تابعی سے تخریج فرمائی، فرمایا: ''حجِ اکبر یوم نحر سے دوسرا دن ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ امام اِس روز خطبہ دیتا ہے'' (۲۲) اور کہا گیا کہ تقدیر یہ ہے کہ یہ حجِ اکبر کے پورے ہونے کا دن ہے، اور (فتاویٰ) ''تاتارخانیہ'' (۲۳) میں ''محیط'' (۲٤) کے حوالے سے منقول ہے کہ ''حجِ اکبر'' جو آیت کریمہ میں مذکور ہے وہ طوافِ افاضہ (۲۵) ہے کیونکہ اُس سے حج پورا ہوتا ہے کیونکہ طوافِ افاضہ حج کا دوسرا اور آخری رُکن ہے اُس کے ادا ہونے سے حج کے فرائض پورے ہو جاتے ہیں، پس یہ حج کا آخری رُکن ہے۔

پس دونوں اقوال میں جمع اِس طرح ہو گی کہ یوم سے مراد عُرفی دن نہیں بلکہ اُس سے لُغوی معنی مطلق وقت زمانی مراد ہے وہ جس میں حج شرعی کے اعمال ادا کئے جاتے ہیں اور اس کی تقویت اِس سے ہو جاتی ہے جسے ابن جریج نے حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ ''یوم الحج الاکبر منیٰ کے تمام ایام ہیں'' (۲٦) اور حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے کہ ''یوم

۲۱۔ المعجم الكبير للطّبرانى، أحنف بن فرات عن ابن الزّبير، برقم: ۲۹۲، قطعة الجزء، ١٣ـ١٤/٨٤، ص٥٢٧
أيضاً المعجم الأوسط للطّبرانى، كتاب العين، باب الميم، من اسمه محمد، برقم: ٥٩٩٧، ٤/٢٨٥ عن أبى أوفى
أيضاً مشكل الآثار للطّحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله "إن الزّمان قد استدار إلخ، برقم: ١٦٧٠، عن أبى أوفى، و برقم: ١٦٧١ عن ابن عمر، ١/٢/١٣٥
أيضاً مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله: "إن الزّمان قد استدار إلخ"، برقم: ١٤٥٩، ٤/٩١ عن ابن عمر

۲۲۔ تفسير ابن أبى حاتم، سورة التّوبة، الآية: ٣، برقم: ١٠٠٨٠، ٦/٥

۲۳۔ الفتاوىٰ التّاتارخانية، كتاب الحجّ، الفصل الثّالث من تعليم أعمال الحج، و الكلام فى الرمى فى مواضع، ٢/٣٥١

۲٤۔ المحيط البرهانى، كتاب المناسك، الفصل الثّالث فى تعليم الحجّ، ٣/٢٥

۲۵۔ طوافِ افاضہ طوافِ زیارت کو کہتے ہیں۔

۲٦۔ تفسير الطّبرى، سورة التّوبة، الآية: ٣، برقم: ١٦٤٦٩، ٦/٣١٦

حج الاکبر یوم صفین اور یوم بُعاث کی مثل منیٰ کے تمام ایام ہیں کہ جن سے وقت اور زمانہ مراد لیا گیا، کیونکہ جنگیں کئی دن تک جاری رہتیں''۔(۲۷)

اور حاصل کلام یہ ہے کہ یوم دن کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ اِس کے اطلاق سے مُتبادر ہے بلکہ اپنے بعض اطلاقات کی بناء پر مطلق وقت کے معنی میں ہے اور یہاں اِس سے مراد اس کے اوقات کا بعض ہے، تو اس وقت چاہئے بلکہ متعیّن ہوگا کہ یوم عرفہ اس میں داخل ہو بلکہ یہی اَولیٰ ہے کہ جس پر یوم الحج بولا جاتا ہے کیونکہ اس کے ارکان میں سے اعظم رُکن اِس میں واقع ہوتا ہے، کیونکہ جس نے اِس کا وقوف کیا اُس کا حج پورا ہوا اور اُس سے حج کا فوت ہونا مُتصوّر نہیں اور اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج عرفہ ہے'' اسے امام احمد (۲۸) اور اصحابِ سُنَنِ اربعہ (۲۹) وغیرہم نے روایت کیا اور حضرت عبداللہ ابن حارث بن نوفل نے فرمایا: ''یوم حج اکبر وہ ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے حج فرمایا'' (۳۰) اور یہ ظاہر ہے، بے شک اِس میں مسلمانوں کی عزّت اور مشرکین کی ذِلّت ظاہر ہوئی اور یہی

۲۷۔ تفسیر الطّبری، سورة التّوبة، الآية: ۳، برقم: ۱٦٤٧١، ٦/٣١٦
أيضاً فتح البارى، كتاب التّفسير، سورة البرأة، باب ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ عَاهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾، برقم: ٤٦٥٧، ١٠/٨/٤٠٩، و قال و عن الثّورى: أيام الحج تسمّى يوم الحجّ الأكبر كما يقال يوم الفتح
۲۸۔ الـمُسنَد للإمام أحمد، مسند الكوفيين، باب حديث عبد الرحمن بن يعمر رضى الله تعالىٰ عنه، برقم: ١٨٠٢٣
۲۹۔ سُنَن التّرمذى، كتاب الحجّ، باب ما جاء فى من أدرك الإمام بجمعٍ فقد أدرك الحجّ، برقم: ٨٨٩، ٢/٥٢
أيضاً سُنَن النّسائى، كتاب مناسك الحجّ، باب فرض الوقوف بعرفة، برقم: ١٠١٣، ٣/٥/٢٦٢
أيضاً سُنَن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمعٍ، برقم: ٣٠١٥، ٣/٤٧٣
أيضاً السُّنَن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الحجّ، باب وقت الوقوف لإدراك الحجّ ،برقم: ٩٤٦٧، ٥/١٨٨، بلفظ "الحجُّ عرفات، الحجّ عرفات"، و باب إدراك الحجّ بإدراك عرفة قل طلوع الفحر إلخ، برقم: ٩٨١٢، ٥/٢٨٢ بلفظ: "الحجّ عرفة، الحجّ عرفات"
۳۰۔ تفسير البغوى، سورة التّوبة، الآية:٣، ٢/٢٢٦

ابن سیرین کا قول ہے، (۳۱) اِس تعلیل سے کہ اِس میں مسلمانوں کا حج اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عید جمع ہوئی یعنی جس روز نبی ﷺ نے وقوفِ عرفہ فرمایا وہ دن مسلمانوں کے حج کا دن بھی تھا اور وہی دن یہود کی عید کا بھی دن تھا، نصاریٰ کی عید کا بھی دن تھا اور مشرکین کی عید کا بھی دن تھا(۳۲) اور (عیدوں کا) ایسا اجتماع نہ اِس سے قبل ہوا اور نہ بعد میں، میں کہتا ہوں پہلے (ایسا کبھی نہیں ہوا) والا قول تو مُسلَّم ہے مگر اُن کا (یعنی ابن سیرین کا) قول کہ ''اس کے بعد ایسا نہ ہوا'' وہ نبی ﷺ کے وجود مسعود کا خصوصاً اِس مَوقف میں ہونے کے اعتبار سے تو ظاہر ہے جس میں کوئی شک نہیں مگر اِس سے قطع نظر (کرلیا جائے) تو مسلمانوں کا حج اُن کی عید کے دن بلکہ ان کی دو عیدوں کے دن متحقّق ہوا ہے اور تمام افعال بلکہ اکثر اعمال یہود کی عید کے دن واقع ہوئے اور وہ سنیچر کا روز ہے اور بعض اعمال نصاریٰ کی عید کے روز واقع ہوئے اور وہ اتوار کا دن ہے، اور مگر مشرکین کی عید وہ صرف اِس اعتبار سے متصوّر رہے جو ہوگیا۔ پس بحمد اللہ سبحانہ حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔(۳۳)

اور اِس بحث کی توضیح یہ ہے کہ حدیث شریف میں ''یوم'' سے مراد مطلق وقت کے معنی ہیں جو جمعہ کے روز کے ساتھ خاص ہے وہ مومنوں کی عید کا دن ہے اور اس روز مسلمانوں کا حج تھا اور اِسی طرح سنیچر اور اتوار کا دن جو دونوں اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی عید کے دن ہیں اور پیر کا دن اور اس میں مشرکوں کی عید تھی، اس اعتبار سے کہ یوم نحر کے تیسرے دن وہ باہم فخر کرتے تھے جیسا کہ اس کی طرف اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے اشارہ فرمایا:

﴿فَإِذَا قَضَيۡتُم مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَائَكُمۡ أَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا﴾ (۳۴)

۳۱۔ تفسير البغوى، سورة التّوبه: الآية:٣، ٤/٢٢٦
۳۲۔ الجامع لأحكام القرآن، سورة (٩) التّوبة، الآية: ٣۔٥، ٤/٨/٧٠، اس میں ہے کہ حسن اور عبد بن الحارث بن نوفل نے فرمایا کہ اس کا نام "يوم الحج الأكبر" اس لئے رکھا گیا کہ اس سال مسلمانوں اور مشرکوں نے حج کیا اور اس میں یہود، نصاری اور مجوس کی عیدیں جمع ہوگئیں۔
۳۳۔ اور اب یہ متصوّر نہیں جیسا کہ مؤلّف کے کلام میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔
۳۴۔ البقرہ:٢/٢٠٠

ترجمہ: پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔

یعنی (جتنا اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو) اُس سے بھی زیادہ، اور وہ (یہ کہ) عرب جب حج سے فارغ ہوتے تو منٰی یا بیت اللہ شریف کے پاس ٹھہرتے اور اپنے آباء کے مفاخر بیان کرتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ذکر کا حکم فرمایا اور انہیں اپنے شکر کی راہ بتائی، اور فرمایا جب تم اپنے مناسک ادا کر لو یا تم اپنے حج سے فارغ ہو جاؤ اور تم اپنی قربانیاں ذبح کر لو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو بے شک وہ ذات کہ جس نے تم پر اور تمہارے آباء پر احسان فرمایا۔

پس حاصل یہ ہے کہ ''حج اکبر'' میں چار اقول ہیں:

پہلا قول یہ کہ وہ یوم عرفہ ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ یوم نحر ہے۔

تیسرا یہ کہ وہ طوافِ زیارت ہے۔ چوتھا یہ کہ وہ حج کے تمام ایام ہیں۔

اور حقیقت میں (ان میں) کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ اکبر اور اصغر نسبتی امر ہیں، پس جمعہ کا حج غیر جمعہ کے حج سے ''اکبر'' ہے اور حجِ قران حجِ افراد سے ''اکبر'' ہے اور مطلق حج عمرہ سے ''اکبر'' ہے اور سب کا نام ''حجِ اکبر'' رکھا گیا اور ہر اپنے مقام کے اعتبار سے متفاوت ہے، اور اسی طرح ایام کے بارے میں کہا گیا، پس یوم عرفہ ''حجِ اکبر'' کی تحصیل کا دن ہے کہ جو مطلق حج ہے، یوم نحر دو میں سے ایک تحلّل کے ذریعے ''حجِ اکبر'' کے پورے ہونے کا دن ہے، اور یوم طوافِ (زیارت) حج کے تحلّل کے پورے ہونے کا دن ہے، پس تمام ایام حج ہیں اِس معنی میں کہ اِن میں اعمالِ حج یعنی ارکان وواجباتِ حج واقع ہوتے ہیں۔

پھر تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ ﴾ (۳۵)

ترجمہ: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسو ل کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن۔

یہ اعلان سن نو ہجری کے ایام حج میں ہوا جب نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی

۳۵۔ التّوبۃ:۹/۳

اللہ عنہ کو امیر حج بنایا(۳٦) اور سورۂ برأت (یعنی سورۂ توبہ) کی ابتدائی آیات حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بھیجیں تاکہ وہ انہیں اِن ایام میں آنے والے کافروں پر پڑھیں، یہ اِس لئے کہ اہلِ توحید کے سردار اور سیّد الانام ﷺ حج کے وقت میں مشاعرِ عِظام اہلِ شرک و آثام سے خالی ہو جائیں جیسا کہ اِس کی طرف آپ ﷺ نے اپنے اِس حکم سے اشارہ فرمایا کہ اِن (یعنی حج کے) ایام میں ندا دی جائے کہ ''سُنو! اِس سال کے بعد کوئی مُشرک حج نہ کرے'' (۳۷) اور اس کی تائید اس سے ہو جاتی ہے جسے امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یوم حج اکبر وہ دن ہے جس دن ابو بکر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا'' (۳۸) میں کہتا ہوں کہ اِس قضیے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف بڑا اِشارہ ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں ہر اُس عبادت میں اپنا نائب بنایا جو خلافت (و نیابت) کو قبول کرتی ہے خصوصاً عباداتِ حج میں جو طاعتِ بدنیہ و مالیہ پر مشتمل ہے، اور اِسی وجہ سے کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا حج نفلی حج تھا اور فرض حج تو آپ نے سیّد الانام ﷺ کے ساتھ ادا کیا تاکہ اُن کا حج علی وجہِ التّمام ادا ہو جائے، پس اِس میں ہمارے علماء کے لئے مآخذ ہے کہ جس پر حج فرض ہو اُس کے لئے جائز ہے کہ وہ نفل کی نیت کر لے (اگر وہ نفل حج کی نیت کر لے تو اس کا حج نفل واقع ہو گا) برخلاف امام شافعی کے جیسا کہ وہ اپنے محل میں ثابت ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ حج کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر ابتداء میں فرض ہونا معلوم نہیں۔ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اُن کے ساتھ بھیجنا وہ صرف اُن کی تائید کے لئے تھا،

۳٦۔ صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله تعالیٰ: ﴿وَ اَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾، برقم: ٤٦٥٦، ٣/٢٠٠

۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب ما یستُرُ من العورة، برقم: ٣٦٩، ١/٩٧، و کتاب الحجّ، باب لایطوف بالبیت عُریانٌ و لا یحجّ مشرك، برقم: ١٦٢٢، ١/٤٠٠

۳۸۔ المعجم الکبیر للطّبرانی، برقم: ٦٨٩٤، ٧/٢١٥۔ أیضاً و قال الهیثمی فی "المجمع": رجاله رجال الصّحیح إلا أن معاذ بن هشام و قال وجدتُ فی کتاب أبی (مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، باب ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ الآیة: برقم: ١١٠٣٦، ٧/٧١)

اِسی لئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ امیر ہیں یا مأمور، تو آپ نے فرمایا بلکہ مأمور، (۳۹) اور تقویت کا سبب یہ ہے کہ عہد کا اُس کی طرف سے واپس کرنا جو خاندان سے ہو عرب کے نزدیک زیادہ قوی اور زیادہ تاکید والا ہے، اسی لئے جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس معنی کے لئے عرض کیا گیا یا اِس قاعدہ عظمیٰ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا (۴۰)، اور یہ بھی احتمال ہے کہ سورۂ برأت کی اِن آیات کا نُزول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حج کے لئے نکل جانے کے بعد ہوا ہو۔ پس بالجملہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اِس اَمر میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی متابعت کے لئے مأمور تھے، اور اِسی طرح آپ ﷺ کے ایامِ علالت میں نماز کی امامت کے معاملہ میں، (۴۱) اور یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور خلافتِ عُظمیٰ اور امامتِ کُبریٰ کے زیادہ حقدار ہونے کی زیادہ دلیل اور کافی تعلیل ہے، اِس وجہ سے بعض اجل صحابہ نے اَمرِ خلافت میں اختلاف کے وقت فرمایا کہ جب حضور ﷺ نے انہیں ہمارے دین کے اَمر میں ترجیح دی تو ہم انہیں اپنی اس دنیا کی اَمر میں ترجیح دیتے ہیں۔ (۴۳)

۳۹۔ عمدة القاری للعینی، کتاب الصّلاة، باب ما یستر من العورة، برقم: ۳۶۹، ۲۹۲/۳

۴۰۔ عمدة القاری، کتاب الصّلاة، باب ما یستر من العورة، برقم: ۳۶۹، ۲۹۲/۳

۴۱۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته، برقم: ۴۴۴۵، ۱۳۴/۳

۴۳۔ اجل صحابہ کرام میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد یہ ہے کہ قیس بن عماد اور عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم جنگِ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ شہید کئے گئے اور نہ ہی آپ کا اچانک وصال ہوا، آپ ﷺ کی بارگاہ میں نماز کی خبر دینے حاضر ہوتے تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' حالانکہ میری موجودگی اور مرتبہ کو ملاحظہ فرما رہے تھے، پس جب رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال ہو گیا تو ہم نے اُسے اختیار کیا جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دینے کے لئے چُنا، الخ۔ (فضائل الخلفاء الأربعة، ذکر بیعة عمر و علی إلخ، برقم: ۱۸۸، ص ۸۱) امام حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کیا پس انہوں نے نماز پڑھائی اور میں موجود تھا غائب نہیں تھا، میں صحت مند تھا بیمار نہ تھا، اگر آپ ﷺ مجھے مقدم فرمانا چاہتے تو مقدم فرما دیتے، پس حضور ﷺ ہمارے دین کے لئے جس سے راضی ہوئے ہم اپنی دنیا کے لئے اُس سے راضی ہو گئے۔ (فضائل الخلفاء الأربعة، ذکر بیعة عمر و علی إلخ، برقم: ۱۸۹،

مگر حج مخصوص پر ''حجِ اکبر'' کا اطلاق کہ یومِ عرفہ جب جمعہ کے دن کے موافق ہو جائے بطریقِ عموم ہے جیسا کہ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے (۴۴) اور مخلوق کی زبانیں حق تعالیٰ کے قلم ہیں پس وہ دوسرا اَمر ہے اور وہ اثر میں اصطلاحِ عرفی ہو گیا ''لیکن جسے

ص ۸۲) اور ابوالحجاف کی زبانی حضرت علی کے کلمات یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے آگے کیا کون ہے جو آپ کو پیچھے کر سکے۔ (کتاب الشّریعة للآجری، باب بیان خلافة أبی بکر الصّدیق رضی الله عنه بعد رسول الله ﷺ، الجزء الخامس عشر، ص ۴۴۲۔ أیضاً فضائل الخلفاء الأربعة، ذکر بیعة عمر و علی إلخ، برقم: ۱۹۰، ص ۸۲۔ أیضاً مختصر کتاب الموافقة، استقاله أبی بکر و کلام علی فیهما، ص ۲۹) اور تفصیل کے لئے ''الصّواعق المحرقه'' و ''أصدق التصدیق بافضلیة الصدیق'' للسیوستانی اور ''قُرّة العَینَن للدّهلوی'' وغیرہما کا مطالعہ کیجئے) اِسی طرح حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ابوبکر وہ شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین اور نبی حضرت محمد ﷺ کی زبانی جن کا نام صدیق رکھا وہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے، حضور ﷺ ہمارے دین کے لئے اُن سے راضی ہوئے تو ہم اپنی دنیا کے لئے اُن سے راضی ہو گئے۔ (فضائل الخلفاء الأربعة، برقم: ۱۸۷، ص ۸۱)، اِسی طرح حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں خلافت کا سب سے حق دار جانتے ہیں کیونکہ وہ صاحبِ نماز ہیں ہم اُن کے شرف اور خیر کو پہچانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے امام بنایا حالانکہ آپ ﷺ ظاہر حیات کے ساتھ حیات تھے۔ (الصّواعق المحرقه، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۱۲) اُن جلیل القدر صحابہ میں سے امین الأمّت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ہیں اُن کے بارے میں علی بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ سے فرمایا آؤ تا کہ ہم آپ کی بیعت کریں، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا ''تم اِس اُمت کے امین ہو'' تو حضرت ابوعبیدہ نے عرض کی میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں، میں اُس شخص کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھانے والا نہیں ہوں کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا امیر بنایا، تو انہوں نے ہماری امامت کی یہاں تک کہ حضور ﷺ نے وصال باکمال فرمایا۔ (المُسنَد للإمام أحمد، ۳۵/۱۔ أیضاً فضائل الخُلفاء الأربعة، ما تفرّد به أبو عبیدة بن الجرّاح رضی الله عنه، برقم: ۱۲۰، ص ۶۱، و ذکر بیعة عمر و علی إلخ، برقم: ۱۸۶، ص ۸۱)

۴۴۔ لوگ ایسے حج کو حجِ اکبر کہتے ہیں۔

مسلمان اچھا جانیں وہ عنداللہ اچھا ہے''،(٤٥) اوراس رسالہ میں ہمارا مقصود وہ ہے کہ جس پر یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے اور جس پر جواب اور سوال مُرتّب ہوتے ہیں۔

پس ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں اور اُسی کے دستِ قدرت میں تحقیق کی باگیں ہیں، امام زیلعی نے ''شرح الکنز'' (٤٦) میں ذکر کیا اور وہ (امام زیلعی) من جملہ ائمہ حنفیہ میں سے ہیں، مِلّتِ حنفیہ میں اجل مُحدِّثین میں سے ہیں، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو عشرہ مبشرہ تغمدہم بالرضوان والمغفرۃ میں سے ہیں (٤٧) کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تمام دنوں میں افضل دن عرفہ کا دن ہے جب کہ جمعہ کے دن کے موافق ہو اور وہ ایسے ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں'' (٤٨) اسے رَزِین بن معاویہ نے ''تجرید الصحاح'' میں روایت کیا۔(٤٩)

٤٥۔ المُسنَد للإمام أحمد، ٣٧٩/١
أيضاً فضائل الصّحابة للإمام أحمد، برقم: ٥٤١، ٤٤٩/١، ٤٥٠
أيضاً البحر الزّخّار، برقم: ١٨١٦، ٢١٢/٥، ٢١٣
أيضاً المعجم الكبير، برقم: ٨٥٨٣، ١١٢/٩، ١١٣
أيضاً كشف الأستار، باب الإجماع، برقم: ١٣٠، ٨١/١
أيضاً شرح السّنّة، كتاب الإيمان، باب ردّ البلاغ و الأهواء، برقم: ١٠٥، ١٨٧/١ و قال الهيثمي: رواه البزّار و الطّبراني في "الكبير" رجاله موثقون (مجمع الزوائد، كتاب العلم، باب في الإجماع، برقم: ٩٣٢، ٢٤١/١

٤٦۔ تبيين الحقائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: لأن التّلبية إلخ، ٢٩٢/٢

٤٧۔ جیسا کہ "الرِّياضُ النَّضرة" میں ہے۔

٤٨۔ تبيين الحقائق، كتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: لأن التلبية في الإحرام، ٢٩٢/٢
أيضاً هداية السّالك، الباب الأول في الفضائل، فصل وقفة الجمعة، ٩٤/١
أيضاً القِرى لقاصد أُمّ القُرى، الباب الثّامن عشر (١٩)، ما جاء في فضل وقفة الجمعة، ص٤١٠
أيضاً البحر العميق، الباب الأول في الفضائل، فصل وقفة الجمعة، ٢٢٣/١
أيضاً جمع المناسك و نفع النّاسك، باب الرّقاق، ص٤٢٨
أيضاً مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الحجّ، فصل في العمرة، ص٤٢٦

٤٩۔ اسی حدیث شریف کی بناء پر ملا علی قاری حنفی نے كتاب المناسك کی شرح "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" کے باب المتفرقات میں لکھا ہے کہ لوقفة الجمعة مزية على غيرها أي بسبعين درجة، یعنی جمعہ کے روز وُقوف پر فضیلت یعنی بہتر درجے

مگر جو بعض مُحدِّثین نے اِس روایت کی سند میں کلام کیا کہ (اِس کی سند) ضعیف ہے پس اِس (کلام مُحدِّثین) کی صحت ثابت ہو تو (بھی یہ ہمارے) مقصود کو مُضِر نہیں، کیونکہ اربابِ کمال میں سے جمیع علماء کے نزدیک حدیث ضعیف فضائل اعمال میں معتبر ہے،(٥٠) مگر بعض جاہلوں کا کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے تو یہ قول باطل ہے(٥١) (جو اُن کی اپنی طرف سے) کھڑا ہوا ہے، اُسی پر مردود ہے، اُس کی طرف ہی لوٹتا ہے کیونکہ امام رَزِین بن معاویہ العَبدری کُبراءِ مُحدِّثین اور عُظماءِ مُخرِّجین میں سے ہیں اور اُن کی نقل مُحقِّقین کے نزدیک مُعتمد سَنَد ہے، انہوں نے اِسے ''تجريد الصِّحاح السِّت'' میں ذکر کیا، پس اگر (یہ روایت) صحیح نہ ہو تو میں (مُلاّ علی قاری تو) نہیں کہتا کہ (اِس کی سَنَد) ضعیف ہے، اور (اِس کی سند ضعیف بھلا) کیسے (ہو سکتی ہے) کیونکہ اس (روایت نے) اُس سے قوت پائی ہے جو وارد ہے کہ ''مطلقاً جمعہ کے روز عبادت کا ثواب ستر گُنا بلکہ سَو گُنا ہو جاتا ہے'' جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

اور امام نووی نے اپنی ''منسک'' میں ذکر کیا کہ کہا گیا جب یوم عرفہ یوم جمعہ کے موافق ہو جائے تو تمام اہلِ مَوقف (یعنی وقوف کرنے والوں) کی مغفرت کی جاتی ہے۔اھ (٥٢)

٥٠۔ شارح صحیح مسلم، فقہ شافعی کے عظیم فقیہ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں مُحدّثین، فقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا فضائل اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے جب تک وہ حدیث موضوع نہ ہو (كتاب الأذكار، فصل في الأمر بالإخلاص إلخ، فصل: ٣، ص٢٥)

٥١۔ حافظ ابن ناصر الدین دمشقی متوفی ۸۴۲ھ نے اُس حدیث کے بارے میں کہ جس میں ہے کہ وہ حج کہ ''جس میں یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو اُن بہتر حجوں سے افضل ہے کہ جن میں یوم عرفہ جمعہ کے روز نہ ہو''، لکھا ہے یہ حدیث باطل ہے صحیح نہیں ہے، اور لکھا ہے کہ اس طرح وہ حدیث بھی ثابت نہیں جو رَزِین حُبیش سے مروی ہے کہ ایک حج اُن ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں (مجلس في فضل يوم عرفة و ما يتعلق بها، ص٥١)، اگر حافظ ابن ناصر نے جمعہ کے روز کے حج کی غیر جمعہ کے حج پر نوؤ جوہ پر فضیلت ثابت کی ہے جیسا کہ اس رسالہ کے آخر میں احقر نے "تائيد الحظِّ الأوفر في الحج الأكبر" میں اسے ذکر کیا ہے۔

٥٢۔ كتاب الإيضاح في مناسك الحجّ و العمرة، الباب الثّالث، الفصل: في الوقوفِ بعرفاتٍ إلخ، ص٢٨٦ المكتبة الإمدادية۔ و ص٩٨ دار الكتب العلمية

اور امام ابو طالب مکی نے اسے ''قُوت القُلوب'' (٥٣) میں بعض اسلاف سے نقل کیا ہے اور ابن جماعہ (٥٤) نے اس کی نبی ﷺ تک سند بیان کی اور امام سیوطی نے اِسے تحریر و نقل کیا اور اسے ثابت رکھا ہے اور قواعد سے ہے (یعنی قواعدِ حدیث میں سے ایک قاعدہ یہ ہے) کہ روایت کے طُرُق جب مُتعدّد ہو جائیں تو (تعدّد طُرُق سے وہ) حدیث قوی ہو جاتی ہے اور یہ بات اِس پر دلالت کرتی ہے کہ اِس حدیث کی اصل ہے۔

پھر اُن کے بعض نے اشکال وارد کیا کہ وارد ہے ''اللہ تعالیٰ مطلقاً تمام وُقوف کرنے والوں کو بخش دیتا ہے'' تو (یوم عرفہ کی) جمعہ کے دن کے ساتھ تخصیص کی کیا وجہ ہے؟، اور (اس کا) جواب دیا گیا وقوفِ عرفہ کے جمعہ کے دن ہونے میں حاجیوں اور اُن تمام لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے جو اِس موقفِ اعظم اور بزرگ مقام (میدانِ عرفات) میں موجود ہوتے ہیں اور اس کے غیر میں (یعنی جب جمعہ کو یوم عرفہ نہ ہو تو) فقط حاجیوں کو (بخشا جاتا ہے) نہ کہ وہاں موجود دیگر کو۔

اور یہ جواب مشکل ہے اُس سے جو حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں وارد ہے اس بنا پر کہ اسے ابن الجوزی وغیرہ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''عرفہ کے دن کوئی ایک نہیں باقی رہتا کہ جس کے دل میں سورج کی روشنی کے ذرّے (یا جَو کے سوویں حصے) کے وزن کے برابر ایمان ہو مگر اُسے بخش دیا جاتا ہے'' تو ایک شخص نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ! یہ اہلِ عرفات کے لئے خاص ہے یا لوگوں کے لئے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام'' اور ظاہر حدیث عموم عرفہ ہے چاہے جمعہ کے موافق ہو یا نہ ہو کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص سبب کا۔

اور اِس اشکال کا دفیعہ اُس کے ساتھ ممکن ہے جو ''طبرانی'' کی روایت میں حضور ﷺ سے وارد ہے کہ ''رحمت مَوقف کے کناروں پر نازل ہوتی ہے پس ان سب کو عام ہو

٥٣۔ قُوت القُلوب، الفصل الثّالث و الثلاثون فی ذکر دعائم الاسلام الخ، ، ذکر فضائل الحاجّین لوجه الله، ١٢٦٢/٣۔ و نقله ابن الضّیا الحنفی فی ''البحر العمیق'' فی الفضائل (فضل وقفة الجمعة، ٢٢٣/١)

٥٤۔ هدایة السّالك، الباب الأول فی الفضائل، فضل وقفة الجمعة، ٩٤/١

جاتی ہے اور اس (نُزولِ رحمت) سے اُن کے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے پھر (یہ رحمت) وہاں سے زمین میں پھیل جاتی ہے''، (٥٥) پس اگر کہا گیا کہ حدیث شریف ہے ''اہلِ مَوقف کو جمعہ کے روز میں بخشا جاتا ہے'' تو حجاج وغیر حجاج کی بخشش کا قول کیسے درست ہے؟ جواب دیا گیا کہ حاجی سے مراد مُتَلَبِّس بِالنُّسک ہے (یعنی وہ جو بالفعل مناسکِ حج ادا کر رہا ہے)۔ اور غیر حاجی سے مراد (وہ ہے) جو مُتَلَبِّس بِالنُّسک (یعنی وہ جو بالفعل حج ادا) نہ (کر رہا) ہو اِس طرح کہ وہ مُحرِم نہ ہو، اور کہا گیا ہے کہ اہلِ مَوقف میں سے ہر اُس کو شامل ہے جو سرزمینِ عرفات میں ہو اور جو مسلمانوں میں سے ہو، کیونکہ مسلمانوں میں سے ہر ایک میں اِس کی اہلیت ہے۔

میں (علی قاری) کہتا ہوں شاید اَظہر یہ ہے کہ کہا جائے حاجی سے مراد وہ ہے جو اپنے حج میں کامل ہو اُن شرائط کی رعایت کرے جو واجب ہیں، کہا جائے کہ اُس کا حج مبرور و مقبول ہے، اور غیر حاجی سے مراد اپنے حج کے اَمر میں کوتاہی کرنے والا ہے جیسے تصحیح نیت، جیسا کہ اِس پر اکثر لوگ ہیں کہ وہ بطورِ فخر و ریا و سیر و تفرج و تجارت اور تمام اغراضِ فاسدہ و کاسدہ کے حج کرتے ہیں اور اِسی معنی میں ہے جو کچھ شرائط وارکان وواجبات کا جہلاً یا سہواً تارک ہے یا وہ جو اپنے حج میں حرام مال صرف کرے اور اِس کی مثل وہ جو اِس کا مستحق ہے کہ اُس کے حق میں کہا جائے لَا لَبَّيْكَ وَ لَا سَعْدَيْكَ وَ حَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ (نہ تیری لبیک ہے نہ تیری نیک بختی ہے اور تیرا حج تجھ پر لوٹا یا گیا ہے)۔

٥٥۔ جیسا کہ ''التَّشوِیق إلی بیت الله العتیق''، (الباب التاسع عشر، ص١٤٦) اور ''البحر العمیق (الباب الأول فی الفضائل، فضل یوم عرفة، ٢١٩/١) میں یہ روایت موجود ہے اور امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں حدیث عبادہ بن الصّامت رضی اللہ عنہ کو روایت کیا جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مزدلفہ تشریف لائے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صالحین کو بخش دیا اور تمہارے صالحین کی شفاعت تمہارے بدوں کے حق میں قبول فرمائی اور رحمت نازل ہوئی جو اُن سب کو عام ہوگئی پھر بخشش زمین میں پھیل گئی پھر ہر توبہ کرنے والے پر واقع ہوئی جس نے اپنی زبان اور ہاتھ کی حفاظت کی'' إلخ (مجمع الزّوائد، کتاب الحجّ، باب فضیلة الوقوف بعرفة و مزدلفة، برقم: ٥٥٦٨، ٢٤٨/٣، و قال: رواه الطّبرانی فی ''الکبیر'' و فیه راوٍ لم یسمّ، و بقیة رجاله رجال الصّحیح)

اور ممکن ہے کہ جواب دیا جائے غیر حاجی سے مراد حج کے فوت ہونے پر افسوس کرنے والا ہے جو حج کرنے پر قادر ہو، اور اِس سے مراد وہ ہے جو اپنے ارادے اور عزم مصمم کے باوجود حج کی ادائیگی سے عاجز ہو کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے ''مومن کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے'' (٥٦) کیونکہ مروی ہے حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے اپنے کسی غزوہ میں فرمایا ''تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں چلے مگر اہلِ مدینہ کی ایک جماعت تمہارے ساتھ ہے کہ عذر نے انہیں (تمہارے ساتھ آنے سے) روکا ہے''۔(٥٧)

اور ممکن ہے کسی غیر حاجی سے مراد اُسے لیا جائے جو حج کے راستے میں مر جائے یا اُس کے روکے جانے وغیرہ کی وجہ سے حج فوت ہو جائے اور سب کو لینے سے جمع ممکن ہے اُس کا فضل وسیع اور اُس کا کرم بدیع ہے۔

اور ابن جماعہ نے اصل اشکال کا جواب دیا(٥٨) کہ اس کا احتمال ہے کہ اللہ سبحانہ جمعہ کے روز (یوم عرفہ ہونے کی صورت میں) سب کو بغیر کسی واسطے کے بخش دے اور اس (دن) کی غیر میں ایک قوم کو دوسری قوم کی وجہ سے ہبہ کرے (یعنی بخش دے)، ایک قوم پر دوسری قوم کے وسیلے سے (رحمت فرمائے یعنی کچھ کے کے تمام کو بخش دے اور اُن پر رحمت فرمائے) اور اس (احتمال) کی تائید اس سے ہوتی ہے جو مطلق عرفہ کے بارے میں وارد ہے ''کہ وہ بخشا ہے اُن میں سے گُنہگاروں کو اور نیکوکاروں کو (یعنی گنہگاروں کو نیکوکاروں کے سبب بخشا ہے) پس اگر کہا جائے کبھی مَوقف میں وہ بھی ہوتا ہے کہ جس کا حج قبول نہیں ہوتا تو اُس کی بخشش کیسے ہوگی؟ کہا گیا کہ اُس کے گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اُسے حجِ مبرور کا ثواب نہیں دیا جاتا پس مغفرت قبولیت (حج) کے ساتھ مقید نہیں ہے، اور یہ تاویل واجب ہوتی ہے کہ احادیثِ مغفرۃ تمام اہلِ مَوقف کے لئے ہیں تو یہ قید ضروری ہے جیسا کہ بعض فقہاء کرام نے ذکر کیا اور اس کی تائید اِس سے ہوتی ہے جو مروی ہے کہ

٥٦۔ المعجم الکبیر للطّبرانی، برقم: ٥٩٤٢، ٦/١٨٥، ١٨٦

٥٧۔ مواردُ الظّمآن، کتاب الجهاد، باب فیمن حسبهم العذر عن الجهاد، برقم: ١٦٢٣، ص٣٩١
أیضاً مُسنَد الحارث، باب مَن حبسهم العُذر من الجهاد، برقم: ٦٥٠، ١/٧٩

٥٨۔ هدایة السّالك لابن جماعة، الباب الأول فی الفضائل، باب وقفة الجمعة، ١/٩٥

''غیر مقبول حج دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔

اور میں (علی قاری) کہتا ہوں احتمال ہے کہ (یوم عرفہ کی) جمعہ کے ساتھ موافقت کا حصول علی وجہ الشّمول قبول ہے، اور مغفرت حاصل ہونا عموم رحمت کے طور پر ہے، پس اگر کہا گیا کہ جب مغفرت ہر تقدیر پر حاصل ہے تو اِس تخصیص میں کیا فائدہ جو مغفور لہ پر لوٹتی ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ جو اِس قُرب مُقتضیٰ میں ہے وہ کافی ہے کیونکہ اس کے شرف اور کمال مغفرت اور اس رحمت کے استقلال کی وجہ سے کسی واسطے کی احتیاج نہیں ہے، اس کی توضیح یہ ہے کہ عوام خصوصاً اِن ایام میں خواص کے مرتبہ کو پہنچتے ہیں اور خواص اخص کے مرتبہ کو اس طرح آگے بڑھتے جایئے اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر شرفِ زمانی اور جو کچھ اس پر مُرتّب ہوتا ہے جیسے تحقُّقِ اقتران کے اعتبار سے اجر و ثواب کی زیادتی کی وجہ سے جیسا کہ شرفِ امکنہ کو شرفِ اعمال کی زیادتی میں دخل ہے، اِسی طرح زمانے کے شرف کو افعال کا ثواب زیادہ ہونے میں تاثیر ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جمعہ کا دن ہفتے کے تمام دنوں میں افضل ہے اور یومِ عرفہ سال کے تمام دنوں میں افضل ہے، پس جب یہ دونوں (جمعہ اور عرفہ) جمع ہو گئے تو یہ نـورٌ علیٰ نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ ہدایت کی روشنی (مقدر) نہ کرے تو اُس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

پھر اس (جمعہ اور یوم عرفہ کے) اقتران (یعنی ملاپ) کے لئے (فضائل و ثواب کی) زیادتیاں ہیں کہ

(ا) جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے کہ جس میں دعا قبول کی جاتی ہے (٥٩)

٥٩۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا تذکرہ فرمایا، پس فرمایا کہ ''اس میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے''، آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اس کا وقت بہت کم ہے اور بعض طُرُق حدیث میں ہے کہ ''وہ ساعت بہت تھوڑی ہے''۔(صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب السّاعة التی فی یوم الجمعة، برقم: ٩٣٥، ١/٢٢٣۔ أیضاً صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فی السّاعة التی فی یوم الجمعة، برقم: ١٣/١١٩٢٢۔ (٨٥٢)، ص٣٥٨)

بخلاف اس کے غیر کے تو اس کے لئے زیادتی کاملہ اور مرتبہ فاضلہ ہے اور جمہور اِس پر ہیں کہ وہ خطبہ کا وقت ہے(٦٠) اور ایک جماعت سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ ساعت عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک ہے(٦١) اور وہ اس مقام کے ساتھ زیادہ مناسب ہے اور بالعموم اَقرب ہے۔

(۲) ان میں ایک یہ ہے کہ کہ جمعہ کے دن کا نام جنت میں ''یوم المزید'' رکھا گیا ہے کیونکہ اُس روز اللہ تعالیٰ کی زیارت، اُس کے لقاء کی رؤیت، اُس کے کلام کا سماع ہوگا۔

(۳) اُن میں سے یہ ہے کہ یہ دونوں دن آیت کریمہ میں ''شاہد و مشہود'' ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی ایک ساتھ قسم بیان فرمائی ہے پس ابن جریر(٦٢) نے حضرت علی بن ابی طالب سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ شَاهِدٌ وَّ مَشْهُوْد﴾(٦٣) کے بارے میں روایت کی تخریج کی، فرمایا (اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان میں) شاہد (سے مراد) یوم الجمعہ اور مشہود (سے مراد) یوم عرفہ ہے۔ اور حمید بن زنجویہ نے ''فضائل اعمال'' کے بیان میں تخریج کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''یوم الموعود قیامت ہے اور (یوم) مشہود یوم عرفہ ہے اور شاہد یوم الجمعہ ہے اور سورج کسی ایسے دن پر نہ طلوع ہوا اور نہ غروب جو جمعہ کے دن سے افضل ہو''(٦٤) پس یہ اس بات پر ظاہر

٦٠۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''وہ ساعت امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے اُس کے نماز ختم کرنے تک ہے''۔(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب السّاعة التی فی یوم الجمعة، برقم: ١٦/١٩٢٨۔ (٨٥٣)، ص٣٧٨، ٣٧٩) اور حدیث کثیر بن عبداللہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جمعہ میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگتا ہے وہ اُسے عطا فرماتا ہے'' عرض کی یا رسول اللہ! وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا ''نماز قائم ہونے سے نماز ختم ہونے تک''۔ (سنن التّرمذی، أبواب الجمعة، باب ما جاء فی السّاعة التی ترجی فی یوم الجمعة، برقم: ٤٩٠، ٣٦٣/١)

٦١۔ القِری لقاصد أمّ القُری، باب ما جاء فی وقفة الجمعة، ص ٤١٠

٦٢۔ تفسیر ابن جریر، سورة البروج، الآیة:٣، برقم: ٣٦٨٤٢، ٣٦٨٤٦، ٥٢٠/١٢

٦٣۔ البروج: ٣/٨٥

٦٤۔ سُنَن التّرمذی، کتاب التّفسیر، باب و من سورة البروج، برقم: ٣٣٣٩، ٢٧٥/٧، ٢٧٦ أیضاً مجلسٌ فی فضل یوم عرفة الدمشقی، ص٣٨، و قال: له شاهد من حدیث أبی مالك الأشعری رضی الله عنه

دلیل ہے کہ جمعہ کا اکیلا دن یوم عرفہ سے افضل ہے، پس ثابت ہوا کہ یہ سیّد الایام (دِنوں کا سردار) ہے جیسا کہ مخلوق کی زبانوں پر مشہور ہے۔

(۴) اُن میں سے یہ کہ یوم جمعہ یوم عرفہ کی مثل یوم مغفرت ہے۔ پس ابن عدی (نے ''الکامل'' (٦٥) میں) اور طبرانی نے سند جید کے ساتھ ''الاوسط'' (٦٦) میں تخریج فرمائی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تبارک و تعالیٰ جمعہ کے دن مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں چھوڑتا ہر ایک کو بخش دیتا ہے''۔

(۵) اور اُن میں سے ہے کہ ''جمعہ یوم عرفہ کی مثل آزادی کا دن ہے'' پس امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' (٦٧) میں اور ابو یعلی نے(٦٨) تخریج فرمائی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا ''جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں چوبیس ساعتیں ہوتی ہیں، ان میں کوئی ساعت نہیں مگر اُس میں اللہ تعالیٰ چھ سو کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے کہ سب پر دوزخ واجب تھی''۔(٦٩) ابن عدی(٧٠) نے (''الکامل'' میں) اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' (٧١) میں اِس لفظ سے تخریج فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ کے لئے ہر جمعہ میں چھ لاکھ آزاد ہیں'' (یعنی ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ چھ لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے) اور

٦٥۔ الکامل لابن عدی، من اسماء (٦٨٦/١) زیاد بن میمون، ١٢٨/٤

٦٦۔ المعجم الأوسط للطبرانی، الباب من اسمه عبد الملك، برقم: ٤٨١٧، ٣٥١/٣

٦٧۔ التاریخ الکبیر للبخاری، ٩٧/١٥/٨

٦٨۔ اپنی ''مسند'' (مسند أبی یعلی، برقم: ٣٤٨٤، ص٦٦٨) میں۔

٦٩۔ المقصد الأعلیٰ، کتاب الصلاة، باب فضل یوم الجمعة، برقم: ٩٨٤، ٩٨٥، ٢٦١/١ أیضاً المطالب العالیة، أبواب الجمعة، باب الجمعة و السّاعة إلخ، برقم: ٦٩٤/١، ٦٩٤/٢ أیضاً إتحاف الخیرة المهرة، کتاب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة و ما جاء فی ساعتها، برقم: ٢/٢١٢٢، ٣، ٢١٢٣، ١٠/٣

٧٠۔ الکامل لابن عدی، الباب: ١، ٤١٨/١

٧١۔ الجامع لشعب الإیمان للبیهقی، فضل الجمعة، فصل الصلاة علی النبی ﷺ لیلة الجمعة و یومها، برقم: ٢٧٨٠، ٤٣٩/٤

ایک روایت میں مزید ہے کہ ''اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ کی آگ سے آزاد فرماتا ہے کہ جن پر جہنم واجب ہو چکی''۔ میں (علی قاری) کہتا ہوں یہ روایت اِس مقام کے مناسب اور اُس کے موافق ہے جو بعض علماء کرام نے فرمایا کہ (کم از کم) وُقوف کرنے والے چھ لاکھ ہوتے ہیں پس اگر یہ تعداد کم ہو جائے تو فرشتوں کے آنے اور وُقوف کرنے والوں کے ساتھ موجود ہونے سے یہ کمی پوری کر دی جاتی ہے۔

(۶) اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جمعہ یوم عرفہ کی مثل یوم المباہات (یعنی فخر و ناز کرنے کا دن) ہے، پس ابن سعد نے اپنے ''طبقات'' میں تخریج کی کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو سُنا آپ نے ارشاد فرمایا ''عرفہ کے روز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سبب اپنے فرشتوں پر فخر کا اظہار فرماتا ہے'' (اور) فرماتا ہے ''میرے بندے پراگندہ، غُبار آلودہ میری رحمت کے طالب بن کے میرے حضور حاضر ہوئے، پس میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کے نیکوکاروں کو بخش دیا اور اُن کے نیکوکاروں کی اُن میں کے گناہ گاروں کے حق میں شفاعت قبول کی اور جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اسی کی مثل ہوتا ہے'' (۷۲) تو یہ اس کی واضح دلیل ہے کہ اِن دونوں (یوم جمعہ اور یوم عرفہ) کا اجتماع زیادتی مغفرت اور حصول و وصول کو شامل ہونے کا موجب ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ جاہل ہے منقول و معقول پر اطلاع نہیں رکھتا (یا منقول و معقول سے بے خبر ہے)۔

(۷) اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اِس دن نیکیاں دو چند کر دی جاتی ہیں پس امام طبرانی نے ''الاوسط'' میں مرفوعاً حدیث ابی ہریرہ سے تخریج فرمائی کہ ''جمعہ کے دن نیکیاں دو چند ہو جاتی ہیں'' (۷۳) میں (علی قاری) کہتا ہوں حدیث شریف میں ستر (۷۰) گُنا تک بیان کیا گیا اور یہی اِس مسئلہ کے موافق ہے کہ جس کے اظہار و تعیین (کی بحث) میں ہم ہیں اور حمید بن زنجویہ نے ''فضائل الاعمال'' میں مسیّب بن رافع سے روایت کیا، فرمایا

۷۲۔ جیسا کہ البحر العمیق (۱/۲۱۸) میں ہے۔
۷۳۔ المعجم الأوسط، برقم: ۷۸۹۵، ۶/۳۳
أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب الصّلاۃ، با ب فی الجمعۃ و فضلها، برقم: ۲۹۹۹، ۲/۳۱۰

''جس نے جمعہ کے دن (کوئی نیک) عمل کیا وہ دیگر تمام ایام کی بنسبت دس گُنا کر دیا جاتا ہے'' میں (علی قاری) کہتا ہوں مضاعفت (دو چند ہونا) ستر سے زیادہ ہے اور سو تک پہنچ جاتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے کہ ''جب یوم عرفہ یوم جمعہ کے موافق ہو گیا تو وہ ستر حجوں سے افضل ہے'' (۷۴) اور اِس سے ظاہر ہو گیا کہ ستر سے مراد کثرت ہے اِس سے حد بیان کرنا اور معین کرنا مقصود نہیں اور اللہ تعالیٰ مدد کرنے والا ہے۔

(۸) اور اُن میں (سے ایک یہ ہے کہ اِس میں) نبی ﷺ سے موافقت ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں جمعہ کے روز وقوف فرمایا، (جیسا کہ کُتُبِ احادیث و کُتُبِ سیرت میں مذکور ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے افضل علی وجہ الاکمل کو پسند فرمایا، اور اس کا بیان یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حج کے فرض ہو جانے کے بعد اُس کی ادائیگی کو مؤخّر فرمایا، باوجود اِس کے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ثابت ہے:

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (۷۵)

ترجمہ: اور دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف۔

پس علماء کرام نے نبی ﷺ کے حج کی تاخیر میں اختلاف کیا ہے باوجود اس کے کہ حج کی شرائط وجوب و اداء کے ثابت ہو جانے کے بعد اکثر علماء کے نزدیک حج فوراً ادا کرنا واجب ہے۔

پس کہا گیا کہ اس کی تاخیر کا سبب وہ ہے جو کفّار کی طرف سے واقع ہوا جیسے اُن کا بعض سالوں میں حج کے زمانے کے غیر میں حج ادا کرنا کہ جس کی وجہ سے تاخیر لازم آتی ہے، اور ہم نے اس قول کو باطل قرار دیا جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی قعدہ میں ہوا تھا، اِسے میں نے ایک رسالے میں ذکر کیا ہے جس کا عنوان ہے ''صدیق اکبر کا حج ذوالحجہ میں تھا'' اور ہم نے اپنے مؤقف پر شرعی اور عقلی دلائل ذکر کئے ہیں۔

اور کہا گیا اِس میں سبب یہ ہے کہ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا تو یاد آ گیا کہ کُفّار

۷۴۔ المرجع السابق
۷۵۔ آل عمران: ۳/۱۳۳

ننگے طواف کرتے ہیں اور مشرکین مسلمانوں کے ساتھ اُن کے حج میں شامل ہیں، اس لئے کہ اُن کے ساتھ ایک مدّتِ معلومہ تک عہد و پیمان واقع ہوا تھا، اور اِسی کی مثل وہ باتیں جو آپ کے تأخّر کا سبب تھیں، آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں پر امیر مقرر فرمایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ کُفّار کو ''سورۂ برأت'' کی ابتدائی آیات پڑھ کر سُنائیں جو اُن کے عہد و پیمان کے توڑنے پر مشتمل تھیں، اور یہ کہ اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے جیسا کہ اس کی طرف اللہ سبحانہ نے اپنے اِس فرمان میں اشارہ فرمایا:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (٧٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

میں (علی قاری) کہتا ہوں کہ یہ بعید نہیں کہ نبی ﷺ کے (حج میں) تأخیر کے جملہ اسباب میں سے یہ ہو کہ آپ ﷺ کا حج ہفتوں اور سالوں میں سے اُس دن واقع ہو جو سیّد الأیام (یعنی دنوں کا سردار) ہے جیسا کہ سیّد الانام ﷺ کی جناب کے یہی لائق ہے، تاکہ آپ ﷺ کا حج ستر حجوں سے افضل واقع ہو اُس کمی کا پورا کرنے کے لئے جو ہجرت کے بعد آپ ﷺ کے حج فوت ہوئے، پس اگر تو کہے کہ نبی ﷺ کے فعل سے تو ظاہر ہے کہ حج کو اُس کے وقتِ وجوب سے مؤخّر کرنا جائز ہے (تو اس کا) جواب دیا جائے گا کہ نبی ﷺ نے وحی کے ذریعے جان لیا تھا کہ آپ حج تک ظاہری حیات کے ساتھ موجود رہیں گے اور اِس سے دین کے ارکان پورے ہو جائیں گے، یا (آپ ﷺ کے حج کی تاخیر کو) حج کی شروطِ وجوب یا شروطِ اداء میں سے بعض کے نہ پائے جانے پر محمول کیا جائے گا۔ اس وقت کسی کے لئے اس (تاخیر) میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ احتمال کی موجودگی میں استدلال کے لئے کوئی استقلال نہیں۔

(۹) اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ دس کے عدد کو مراتبِ حساب میں سے مرتبۂ

٧٦۔ التّوبة: ٢٨/٩

کمال حاصل ہے، جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، فرمان ہے:

﴿تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (٧٧)

ترجمہ: یہ پورے دس ہوئے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَ اَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ﴾ (٧٨)

ترجمہ: اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں۔

اور اللہ عزّ وجلّ کا فرمان:

﴿وَ لَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (٧٩)

ترجمہ: اور دس راتوں کی۔

اور اِسی سے عشرہ مبشرہ اور دس انگلیاں ہیں اور اس کی مثل دیگر اُمورِ معتبرہ۔

(۱۰) اور اُن میں سے ایک یہ کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فرمان نازل فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (٨٠)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

پس ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی تخریج فرمائی، آپ نے فرمایا: یہ آیہ کریمہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ یوم عرفہ کی شام قیام فرما تھے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (٨١)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

اور متعدد اسانید سے وارد ہے جیسے حافظ (جلال الدین) سیوطی (شافعی متوفی

٧٧۔ البقرة: ١٩٦/٢

٧٨۔ الأعراف: ١٤٢/٧

٧٩۔ الفجر: ٢/٨٩

٨٠۔ المائدة: ٣/٥

٨١۔ المائدة: ٣/٥

۹۶ھ) نے (اپنی تفسیر) ''الدرالمشور'' (۸۲) میں روایت کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ، سعید بن جبیر اور شعبی سے مروی ہے، یہ آیہ کریمہ:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾ (۸۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جب کہ آپ عرفات میں قیام فرما تھے، اور لوگ اسے لے کر چلے اور جاہلیت کی علامات اور ان کے مناسک ڈھا دیئے گئے اور شرک ختم ہو گیا، کسی ننگے نے بیت اللہ شریف کا طواف نہ کیا اور اس سال آپ ﷺ کے ساتھ کسی مشرک نے حج نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾ (۸۴)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

اور محی السنّہ (امام بغوی) نے اپنی تفسیر ''معالم التنزیل'' (۸۵) میں فرمایا، یہ آیہ کریمہ جمعہ کے روز یوم عرفہ عصر کے بعد حجۃ الوداع میں نازل ہوئی، اور نبی ﷺ میدانِ عرفات میں اپنی اونٹنی غضباء پر جلوہ افروز تھے، پس قریب تھا کہ نُزولِ وحی کے بوجھ سے اونٹنی کی اگلی ٹانگیں ٹوٹ جاتیں پس وہ بیٹھ گئی، پھر امام بخاری تک اپنی اسناد کے ساتھ طارق بن شہاب سے روایت کیا وہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ یہود میں سے ایک شخص نے انہیں کہا اے امیر المؤمنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم لوگ پڑھتے ہو (وہ آیت) اگر ہم یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو (اپنے لئے) عید بناتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''کونسی آیت؟'' کہنے لگا:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (۸۶)

۸۲۔ الدُّرُّ المنثور، سورة المائدة، الآية:۳، ۳/۱۸، ۱۹

۸۳۔ المائدة:۳/۵

۸۴۔ المائدة:۳/۵

۸۵۔ معالم التنزيل، سورة المائدة، الآية: ۳، ۲/۷

۸۶۔ المائدة:۳/۵

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے اس دن اور جگہ کو پہچانا کہ جس میں نبی ﷺ پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی جب کہ آپ عرفات میں جمعہ کے روز قیام فرما تھے۔ اھ

اور اس حدیث کو حُمیدی (۸۷)، احمد (۸۸)، عبید بن حمید (۸۹)، بخاری (۹۰)، مسلم (۹۱)، ترمذی (۹۲)، ابن جریر (۹۳)، ابن المنذر (۹۴) اور ابن حبان نے اپنی ''سُنَن'' (۹۵) میں طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے، امام بغوی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ دن ہمارے لئے عید ہے، (۹۶) میں (علی قاری) کہتا ہوں مشہور یہ ہے کہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے (اپنے) حساب میں اُس دن کو دو عیدیں بنایا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

پھر میں ''درمنثور'' (۹۷) میں دیکھا کہ انہوں نے (یعنی امام سیوطی نے) ابن جریر (۹۸) سے تخریج کی حضرت قَبِیصہ بن ذُوئیب سے مروی ہے فرماتے ہیں کعب نے کہا یہ

۸۷۔ مُسنَد الحُميدى، مُسنَد عمر بن خطاب، برقم: ۳۱، ۱/۲۹

۸۸۔ المُسنَد للإمام أحمد، برقم: ۱۸۳، ۱/۲۹

۸۹۔ مُسنَد عبد بن حميد، مسند عمر بن الخطاب رضى الله عنه، برقم: ۳۰، ۱/۳۳

۹۰۔ صحيح البخارى، كتاب التّفسير، باب قوله تعالىٰ: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾، برقم:۴۶۰۶، ۳/۱۸۲

۹۱۔ صحيح مسلم، كتاب التّفسير، باب فى تفسير آيات متفرقة، برقم: ۷۶۲۸/۳۔(۳۰۱۷)، ص ۱۴۳۲

۹۲۔ سُنن التّرمذى، كتاب التّفسير، باب و من سورة المائدة، برقم: ۳۰۴۳، ۴/۱۰۱، ۱۰۲

۹۳۔ تفسير الطّبرى، سورة المائدة، الآية:۳، برقم: ۱۱۰۹۸، ۴/۴۲۱

۹۴۔ الأوسط لابن المنذر، جماع أبواب من تجب عليه الجمعة، برقم: ۱۷۹، ۵/۳۴۹

۹۵۔ صحيح ابن حبان، كتاب الإيمان، باب فرض الإيمان، برقم: ۱۸۵، ۱/۲۰۵

۹۶۔ معالم التّنزيل، سورة المائدة، الآية: ۳، ۲/۷

۹۷۔ الدُّرُّ المنثور، سورة المائدة، الآية:۳، ۳/۲

۹۸۔ تفسير الطّبرى، سورة المائدة، الآية: ۳، برقم: ۱۱۱۰۴، ۴/۴۲۲

آیت اگر اِس اُمت کے سوا کسی دوسری اُمت میں نازل ہوتی تو وہ اُس دن کو دیکھتے کہ جس میں یہ نازل ہوئی، اُسے عید بنا لیتے جس میں وہ جمع ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب! وہ کونسی آیت ہے؟ عرض کی: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اُس دن اور جگہ کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی، جمعہ کے دن یوم عرفہ میں نازل ہوئی بحمد اللہ دونوں ہمارے لئے عید ہیں۔

امام طیالسی(۹۹)، عبد بن حمید(۱۰۰) اور امام ترمذی(۱۰۱) نے تخریج فرمائی اور امام ترمذی نے اسے حَسَن قرار دیا اور ابن جریر(۱۰۲)، طبرانی(۱۰۳) اور بیہقی فی ''دلائل النبوۃ'' (۱۰٤) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث کی تخریج کی کہ انہوں نے اِس آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کی تلاوت کی تو یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو اُس دن کو ہم عید بنا لیتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس روز پانچ عیدیں تھیں، جمعہ، عرفہ، یہودیوں کی عید، نصاریٰ کی عید، اور مجوسیوں کی عید، اور اس سے قبل اور نہ اس کے بعد اہل مِلل کی عیدیں جمع ہوئیں۔

میں (علی قاری) کہتا ہوں کہ شاید حدیث شریف میں دن سے وقت کو مراد لیا گیا ہو تا کہ اس پر یہودیوں کی عید اور جو اس کے بعد میں (یعنی نصاریٰ اور مجوس کی عید) کا اطلاق درست ہو جائے، یا بقیہ سے اُن کا تبعاً وقوع مراد ہے، مگر آیہ کریمہ میں ''یوم'' اپنی صراحت کے اعتبار سے دن کے معنی میں ہے اور دو عیدیں جمع ہوئیں اور وہ جمعہ اور عرفہ ہے بلکہ دو حج اس لئے کہ ابن زنجویہ نے اپنی ''ترغیب'' میں اور قضاعی(۱۰۵) نے روایت کیا حضرت

۹۹ـ مُسنَد الطّيالسی، مسند ابن عباس رضی الله عنهما، عمار بن أبی عمار، برقم: ۲۸۳۲، ۱۳٦/۳

۱۰۰ـ مُسنَد عبد بن حميد، مسند عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: ۳۰، ص ٤۰

۱۰۱ـ سُنَن التّرمذی، كتاب التفسير، باب من سورة المائدة، برقم: ۳۰٤٤، ۱۰۲/٤

۱۰۲ـ تفسير الطّبری، سورة المائدة، الآية: ۳، برقم: ۱۱۱۰۲، ٤۲۲/٤، و فيه: فإنها نزلت يوم عيدين إلخ

۱۰۳ـ المعجم الكبير للطّبرانی، برقم: ۱۲٦٦٤، ۳۲۸/۱۰

۱۰٤ـ دلائل النّبوّة، باب ما جاء فی نعی النّبیّ ﷺ، برقم: ۲۱۷۸

۱۰۵ـ مُسنَد الشّهاب، باب "الجمعة حجّ المساكين"، برقم: ۷۸، ۸۱/۱

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں ''جمعہ مسکینوں کا حج ہے'' اور ایک روایت میں کہ جسے قُضاعی(۱۰٦) اور ابن عساکر(۱۰۷) نے اُن سے روایت کیا ''جمعہ فُقراء کا حج ہے'' پس دو حجوں کے اجتماع سے میری مراد ہے کہ حج حقیقی اور حج مجازی ہے، اور مالداروں کا حج اور فقراء کا حج واجب کرتا ہے کہ اِس کا نام ''حجِ اکبر'' رکھا جائے، اور اللہ سبحانہ زیادہ جاننے والا ہے اور اُس کا فضل کثیر ہے۔

پھر میں (یعنی ملاّ علی قاری) نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے ہر جمعہ جو مجھے مکہ مکرمہ میں نصیب ہوا میں نے حضور پُر نور ﷺ کی طرف عمرہ کا احرام باندھا، حضور پُر نور ﷺ کی ذات ستودہ صفات جمعیّتِ اَحدِیّت کے وصف سے موصوف ہے، میں اپنے اس فعل میں صوفیاء کرام سے منقول عمل کی پیروی کرنے والا ہوں کہ صوفیائے کرام سے منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنے کے لئے قربانی کیا کرتے تھے تا کہ یہ عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل قربانی کا کچھ نہ کچھ بدل ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی غریب اُمت کی طرف سے قربانی فرمائی، یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن بعض حقوق کی کچھ نہ کچھ ادائیگی ہو جائے گی جو گوناگوں نعمتیں اور انعام حضور نے ہم پر فرمائے ہیں۔

میں تو یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی روح مکرم اِس معظم مجمع(۱۰۹) میں جلوہ نمائی سے خالی نہیں، خصوصاً اس عظیم دن (یوم عرفہ میں) جیسا کہ اِس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو ''صحیح مسلم'' (۱۰۸) میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہم السلام کو حرمین شریفین کے مابین احرام باندھے تلبیہ پڑھتے اپنے مولا کی بارگاہ میں تضرُّع کرتے دیکھا، پس اِس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اِس مَنصَب کے ساتھ اپنی وِلایت

۱۰٦ـ مُسنَد الشّهاب، باب "الجمعة حجّ المساكين"، برقم: ۷۹، ۸۱/۱، ۸۲

۱۰۷ـ تاريخ مدينه دمشق، باب عثمان بن عبد الرحمن بن سلم، برقم: ٤٦۱۲، ٤۳۱/۳۸

۱۰۸ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأسراء برسول ﷺ، برقم: ۲٦۸/۳۳۹، ۲٦۹/۳٤۰، ۲۷۰/۳٤۱ (۱٦٦)، ص ۱۰۱

۱۰۹ـ یعنی مجمع حج، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اِس مجمع میں جلوہ فرما ہوتے ہیں۔

کے زمانے میں اَولیٰ ہیں،(۱۱۰) اے اللہ! حضرت محمد پر درود بھیج ایسا درود جو تجھے راضی کر دے اوران کے حق کو ادا کردے اوراپنی برکت سے انہیں ہماری طرف سے افضل جزاء عطا فرما جو تو نے اپنے نبیوں کو اُن کی اُمت کی طرف سے جزاء دے، اور درود بھیج اُن کے جمیع اخوان انبیاء ومرسلین پر اور تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لئے۔

اِس رسالہ کے مُؤلِّف (ملاعلی قاری علیہ الرحمہ) اس کی تالیف سے مکہ مکرمہ میں کعبہ معظّمہ کے سامنے ہجرت نبویہ علی صاحبہا اُلوف التحیۃ کے ایک ہزار سات ویں (۱۰۰۷ھ) سال اللہ تعالیٰ کے اس الطاف حقّیہ جلیلہ پر حمد کرتے ہوئے فارغ ہوئے۔ (۱۱۱)

۱۱۰۔ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کی حج میں موجودگی صحت کے ساتھ ثابت ہے تو حضور ﷺ کا اِس عظیم مجمع میں جلوہ فرما ہونا بطریقِ اَولیٰ ثابت ہوگا کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کا حضور ﷺ کے زمانۂ ولایت میں حج میں تشریف لانا حضور ﷺ کے اپنی ولایت کے زمانے میں حج میں جلوہ نمائی کو بطریقہ اَولیٰ ثابت کرتا ہے۔

۱۱۱۔ إرشاد الساری إلی مناسك الملاّ علی القاری، ص۶۴۷ تا ۶۸۳، المکتبة الإمدادیة، مکة المکرمة، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۳۰ھ۔ ۲۰۰۹م۔ و ص۵۲۶ تا ۵۳۳، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

تَائِیدُ الحَظِّ الْأَوْفَر فِی الْحَجِّ الْأَکْبَر

مُلاّ علی قاری علیہ الرحمۃ کے رسالہ کی تخریج کے بعد سوچا کہ اس باب میں دیگر علماء اعلام کے کلام کو بھی جمع کیا جائے جس سے مُلاّ علی قاری کے مؤقف کی تائید قارئین کی تسلی کا سامان ہو جائے کہ یہ صرف مُلاّ علی قاری کا ہی مؤقف نہیں ہے اُن کے علاوہ متعدّد علماء نے بھی اِس پر کلام کیا ہے اور''حج اکبر'' کی فضیلت کو ثابت کیا ہے، پس وقت کی کمی کے باعث سر دست چند کُتُب میں اِس مسئلہ کو تلاش کر پایا جو ملا اُس کا ترجمہ کیا اور اُس کا نام ''تائید الحظ الأوفر فی الحج الأکبر'' رکھا ہے اور قارئین کے فائدے کے لئے اسے ''الحظ الأوفر فی الحج الاکبر'' کے آخر میں اسے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، دعا ہے کہ احقر کی اس سعی کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس باب میں علماء کلام یہ ہے۔

حدیث شریف

علامہ بدرالدین عینی حنفی نقل کرتے ہیں کہ:

عن محمد بن قیس بن مخرمة أنّ رسول اللّٰه ﷺ خَطَبَ یَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ: "هٰذا یَوْمُ الحَجِّ الْاَکْبَر" (۱)

یعنی، محمد بن قیس بن مخرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا ''یہ یوم حج اکبر ہے''۔

اور حضور ﷺ نے جس روز کو حج اکبر فرمایا وہ نو ذوالحجہ جمعہ کا دن تھا یعنی جمعہ کے روز یوم عرفہ تھا جیسا کہ امام ابن سیرین نے حج اکبر کے بارے میں سوال کے جواب میں یہی فرمایا۔

امام ابن سیرین کا کلام

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے امام ابن جریر کی سند

۱۔ عمدة القاری، کتاب تفسیر القرآن، التّوبة، باب قوله: ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾، قبل رقم: ۴۶۵۱، ۱۳/۱۳

سے بیان کیا کہ ابن عوف سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد بن سیرین سے حج اکبر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جس دن رسول اللہ ﷺ نے حج فرمایا تھا جو دن اُس کے موافق ہو وہ دن ''حج اکبر'' ہے۔(۲)

امام غزالی کا کلام

امام حُجت الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں بعض اسلاف نے فرمایا کہ جب جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو تو تمام اہلِ عرفہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور یہ دن (یعنی جس دن یومِ عرفہ اور یومِ جمعہ اکھٹے ہوجائیں) دنیا کے تمام دنوں سے افضل ہے، اسی روز رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تھا۔(۳)

اور اس کے تحت حافظ عبدالرحیم بن الحسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ لکھتے ہیں ''نبی کریم ﷺ کے حجۃ الوداع میں یوم کے روز وُقوفِ عرفہ اور آیت مبارکہ ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ کے نزول کے ذکر والی حدیث کی حدیث ابن عمر سے تخریج شیخین نے فرمائی ہے۔(۴)

علامہ مرتضٰی زُبَیدی کا کلام

علامہ سید محمد بن حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ نے ''الاحیاء'' کی شرح میں امام غزالی کی عبارت کہ ''جب جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو تو تمام اہلِ عرفہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے'' کے تحت لکھا اسے زرین بن معاویہ عبدری نے ''تجرید الصحاح'' میں طلحہ بن عبیداللہ سے مسنداً روایت کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا ''تمام دنوں میں افضل دن عرفہ کا ہے جب جمعہ کے موافق ہو اور وہ ستر حجوں سے افضل ہے'' فرمایا اِس پر ''موطاء'' کی علامت اور میں نے اسے یحیٰی بن یحیٰی لیثی

۲۔ عمدۃ القاری، کتاب تفسیر القرآن، التّوبۃ، باب قوله: ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ الآیۃ، قبل رقم: ٤٦٥٦، ١٤/١٣

۳۔ إحیاء علوم الدین، کتاب أسرار الحجّ، الباب الأول فی فضائلها، الفصل الأول فی فضائل الحجّ، ٣٢٠/١

۴۔ تخریج الحافظ العراقی، ٣٢٠/١

سے مروی ''مؤطاء'' میں نہیں پایا، شاید اس کے علاوہ کسی ''مؤطاء'' میں ہو۔(۵)

امام نووی کا کلام

کہا گیا جب یوم عرفہ یوم جمعہ کے موافق ہو جائے تو تمام اہلِ موقف (یعنی وقوف کرنے والوں) کی مغفرت کی جاتی ہے۔(۶)

علامہ طبری کا کلام

حافظ ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محبّ الدین طبری (۶۹۴ھ) لکھتے ہیں:
حضرت طلحہ بن عُبید اللہ بن کریز سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام دنوں میں افضل یومِ عرفہ ہے جب جمعہ کے دن کے موافق ہوا اور وہ اُن ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں'' اس کی تخریج رزین نے ''تجرید الصحاح'' میں کی اور اس پر ''موطأ'' کی علامت ہے اور اسے میں نے یحیٰی بن یحیٰی لیثی اُندلسی کے ''موطأ'' میں نہیں دیکھا، شاید وہ اِس کے علاوہ کسی ''موطأ'' میں ہے۔

اور ابو طالب مکی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا جو ''قوت القلوب'' (۷) کے نام سے موسوم ہے، بعض اسلاف سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب یوم عرفہ جمعہ کے دن کے موافق ہو جائے تو تمام اہلِ موقف کی بخشش فرما دی جاتی ہے۔

اور نبی کریم ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں جمعہ کے روز وقوف فرمایا، اور صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز ایک ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے'' اور مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس ساعت کو (جمعہ کے روز) عصر کے بعد

۵۔ اِتحاف السّادۃ المتّقین بشرح إحیاء علوم الدّین، کتاب أسرار الحجّ، الباب الأول، الفصل الأول، تحت قوله إذا وافق إلخ ٤٦٣/٤

۶۔ کتاب الإیضاح للنّووی، الباب الثالث، الفصل: فی الوقوف بعرفات، ص٢٨٦

۷۔ قوۃ القلوب، الفصل الثّالث و الثّلاثون فی ذکر دعائم الإسلام إلخ، ١٦٦٢/٣

آخری ساعتوں میں تلاش کرو''۔اور ایک روایت میں ہے کہ ''نمازِ عصر سے غروب آفتاب کے درمیان تلاش کرو''۔(۸)

علامہ زیلعی حنفی کا کلام

اس باب میں علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ نے صرف اتنا لکھا ہے کہ امام نووی نے اپنے ''مناسک'' (۹) میں ذکر کیا کہ کہا گیا ہے جب یوم عرفہ یوم جمعہ کے موافق ہو جائے تو تمام اہلِ مَوقف کی مغفرت ہو جاتی ہے۔(۱۰)

شیخ شبلی حنفی کا کلام

علامہ شبلی نے ''تبیین الحقائق'' پر اپنے حاشیہ میں اس باب میں شرح اس باب میں شارح کے کلام کو ثابت رکھا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ اِس کے برعکس کوئی مؤقف نہیں رکھتے اور مزید لکھا کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے شرح ''البخاری'' میں سورۃ مائدہ کی تفسیر میں امام بخاری کے قول باب قولہ: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کے پاس اُن کے کلام کے درمیان لکھا مگر وہ جسے رَزِین نے اِسے اپنی ''جامع' میں مرفوعاً ذکر کیا ہے وہ یہ ہے ''بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا یوم عرفہ ہے جب جمعہ کے دن کے موافق ہو اور وہ اس دن کے غیر میں ادا کئے گئے ستر حجوں سے افضل ہے'' پس یہ وہ حدیث ہے جسے میں نہیں پہچانتا کیونکہ انہوں نے نہ صحابی کا نام ذکر کیا اور نہ ہی یہ لکھا کہ کس نے اس کی تخریج کی بلکہ اسے ''حدیثِ موطاء'' میں درج کیا جسے انہوں نے عن طلحہ بن عبداللہ بن جریر سے مرسلاً روایت کیا (جبکہ علامہ طبری شافعی نے اس حدیث کے ''موطاء'' میں نہ لکھنے پر لکھا کہ شاید یہ حدیث کسی اور ''موطاء'' میں ہے)، اور ''مؤطآت'' میں زیادتی کا اعتبار نہیں اھ۔(۱۱)

۸۔ القِری لقاصد أم القُری، ما جاء فی فضل وقفة الجمعة (۱۹)، ص ۴۱۰

۹۔ کتاب الایضاح للنووی، الباب الثالث، الفصل فی الوقوف بعرفات ص۲۸۶

۱۰۔ تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، کتاب الحجّ، باب الإحرام، ۲/۲۹۲،۲۹۳

۱۱۔ حاشیة الشبلی، کتاب الحج، باب الِاحرام، ۲/۲۹۲،۲۹۳

علامہ ابن جماعہ کا کلام

امام عزالدین ابن جماعہ کنانی متوفی ۷۶۷ھ لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''تمام دنوں میں افضل دن عرفہ کا دن ہے جب جمعہ کے دن کے مواقف ہو اور وہ اُن ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں'' اور اس کی رَزین کی تخریج فرمائی ہے۔

اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا ''جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اللہ تعالیٰ تمام اہلِ مَوقف کو بخش دیتا ہے''۔

اور میرے والد تغمّدہ اللہ برحمتہ وأحسن جزاہ سے جمعہ کے روز وُقوف کے بارے میں پوچھا گیا، کیا اس روز کو اپنے غیر پر فضیلت ہے؟ پس جواب دیا کہ اسے اپنے غیر پر پانچ وُجوہ سے فضیلت ہے۔

اول ودوم: تو وہ جو دونوں احادیث ہم نے ذکر کی ہیں۔

سوم: زمانے کے شرف سے اعمال کو شرف ملتا ہے، اعمال شرفِ امکنہ سے مشرف ہوتے ہیں (۱۲) پس جمعہ کا دن ہفتے کے دنوں میں افضل ہے تو واجب ہے اس دن میں عمل افضل ہو۔

چہارم: بے شک جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے (جیسا کہ احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثّناء میں صراحۃً مذکور ہے) اور عرفہ کا یہ وُقوف جمعہ کے دن ہی ہے۔

پنجم: (اس میں) نبی کریم ﷺ کے (حج کے) ساتھ موافقت ہے، بے شک حضور ﷺ کا حجۃ الوداع میں وُقوف جمعہ کے روز تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے افضل کو اختیار فرمایا، میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مگر اسقاطِ فرض کی حیثیت سے اِس روز کے حج کو اپنے غیر پر کوئی فضیلت نہیں۔(۱۳)

۱۲۔ اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے حرم مکہ میں ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔

۱۳۔ یعنی جمعہ کے روز وقوف سے بھی ایک فرض حج ہی ادا ہوگا جیسا کہ اس دن کے غیر دنوں میں وُقوف کی صورت میں۔

اور آپ سے بعض طلباء نے سوال کیا کہ (احادیث میں) یہ آیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ مطلقاً تمام اہلِ مَوقف کی مغفرت فرما دیتا ہے" تو حدیث شریف (جیسا کہ دوسری حدیث میں مذکور ہے) میں اس کی جمعہ کے روز کے ساتھ تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب دیا کہ یہ احتمال ہے کہ جمعہ کے روز (وُقوف کی صورت میں) اللہ تعالیٰ تمام اہلِ موقف کی بلا واسطہ بخشش فرما دے اور اس کے غیر میں ہبہ کرے ایک قوم دوسری قوم کو (یعنی کچھ لوگوں کی وجہ سے دوسروں کی بخشش فرمائے)، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (١٤)

حافظ ابن ناصر الدین کا کلام

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی متوفی ۸۴۲ھ نے لکھا ہے کہ ابراہیم بن الحکم بن ابان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میرے والد نے مجھے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی مجھے فرقد یعنی سنجی نے کہ آسمان کے دروازے ہر رات تین بار کھولے جاتے ہیں اور ہر جمعہ کی رات میں سات بار اور ہر عرفہ کی رات میں نو بار۔ (١٥)

اور اس سے اور اس کی نقل سے جمعہ کے روز یومِ عرفہ کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہوگئی، جمعہ کے روز یوم عرفہ کو چندوُ جوہ سے فضیلت میں زیادتی حاصل ہے:

۱۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کے وقوف کے ساتھ موافقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے منتخب فرمایا اور وہ بغیر کسی اختلاف کے جمعہ کے روز تھا۔ (١٦) اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لئے افضل کو ہی پسند فرماتا ہے۔

۲۔ اُس روایت کی وجہ سے جو فرقد سے مروی ہے جو پہلے ذکر کی گئی کہ "آسمان کے دروازے ہر رات تین بار کھولے جاتے ہیں اور جمعہ کی رات سات بار اور عرفہ

١٤۔ هداية السّالك إلى المذهب الأربعة فى المناسك، الباب الأول: فى الفضائل، فصل وقفة الجمعة، ١/٩٤، ٩٥

١٥۔ لطائف المعارف لابن رجب الحنبلي، ص ٣٢١

١٦۔ اور رسول اللہ ﷺ کا وقوف جمعہ کے روز تھا جیسا کہ "صحيح بخاری" میں متعدد مقامات پر ہے جن میں سے ایک مقام كتاب الإيمان و نقصانه، برقم: ٤٥، ١ /١٨، ١٩ ہے۔

کی رات نو بار"، پس اِس طرح جب جمعہ کو یومِ عرفہ ہو تو آسمان کے دروازے سولہ بار کھولے جاتے ہیں۔

۳۔ اُن میں سے یہ کہ خطبہ و نمازِ جمعہ کے لئے اقطارِ ارض میں مسلمانوں کا اجتماع، اور اللہ تعالیٰ کے وفد کا عرفات میں وُقوفِ عرفہ کے لئے اجتماع اور دونوں اجتماعات سے دُعا، آہ و زاری، گڑگڑانا اور عبادت حاصل ہوتی ہے جو دونوں اجتماعات سے اِس دن کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔

۴۔ اُن میں سے یہ کہ اعمال شرفِ زماں سے بڑھتے ہیں جیسا کہ شرف مکان اور شرفِ ذات سے بڑھتے ہیں اور (اِس روز) شرف والے دو دن (یوم عرفہ اور یوم جمعہ) جمع ہو گئے تو ان میں اعمال (ثواب کے اعتبار سے) بڑھ گئے، پس جمعہ کا دن ہفتہ کے دنوں میں افضل ہے اور یہ وہ دن ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرمائی اور اسے ہمارے لئے پسند فرمایا اور اپنے فضل سے ہم پر انعام فرمایا۔ (١٧) اور اس دن میں عمل کو اس کے غیر دن میں عمل پر ثواب کی زیادتی حاصل ہے، بعض آثار میں مروی ہے کہ "جمعہ مسکینوں کا حج ہے"۔ (١٨)

اور حضرت سعید بن المسیّب نے فرمایا جمعہ میں حاضری میرے نزدیک نفلی حج سے زیادہ محبوب ہے۔

اور عطاء بن ابی رباح سے پہلے گزرا کہ جس نے عرفہ کے دن روزہ رکھا اُس کے لئے ہزار دِنوں (کے روزوں) کا ثواب ہے اور اس کی مثل میں اخبار وارد ہیں۔

اور حکیم ابوعبداللہ ترمذی نے اپنی کتاب "اسرار الحج" میں نبی کریم ﷺ سے تعلیقاً ذکر کیا کہ جس نے عرفہ کے روز ثواب کی نیت سے صدقہ کیا اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے قبول فرماتا ہے اور وہ سال کے فوت شُدہ صدقات کو پانے والے کی طرح ہے۔

١٧۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية الأمة ليوم الجمعة، برقم: ١٩٣٦، ٢٢/١٩٣٧۔ (٨٥٦)، ص ٣٨٠ میں مروی حدیث سے یہی مستفاد ہے جیسا کہ امام مسلم کے ترجمہ باب سے ظاہر ہے۔

١٨۔ مسنَد ابن الشّهاب، الجمعة حج المساكين (٥٤)، برقم:٧٨، ٧٩، ١/٨١، ٨٢

۵۔ اُن میں سے یہ کہ دونوں دن (جمعہ اور عرفہ) مسلمان کی عیدیں ہیں جو ایک دن جمع ہو گئیں، پس یومِ عرفہ عید ہے جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اِسے عید کہا اور جمعہ کا دن عید ہے جیسا کہ مشہور ہے۔

۶۔ اُن میں سے یہ کہ اس روز ''شاہد'' اور ''مشہود'' کا اجتماع ہے جیسا کہ ہم نے پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً ذکر کیا ''الیوم المشہود'' یوم عرفہ ہے اور ''الشاہد'' یوم جمعہ ہے۔(۱۹)

۷۔ ان میں سے یہ ہے کہ اس میں دو محترم عظیم دنوں کا اجتماع ہے اور جمعہ کا دن کہ جس کی شان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بہتر دن کہ جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ ہے، اس میں آدم پیدا کئے گئے اور اس میں جنت میں داخل کئے گئے......الحدیث، امام مسلم نے اِس کی تخریج اپنی ''صحیح'' میں فرمائی ہے۔(۲۰)

اور یہ بھی کہ اگر اہلِ فسق وعصیان جمعہ کے دن اور رات کا احترام کرتے ہیں، اس لئے کہ مروی ہے ''اس میں (یعنی جمعہ میں) جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جرأت کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے عذاب میں جلدی فرماتا ہے اور اُسے مہلت نہیں دیتا''۔(۲۱)

اور عرفہ کے روز کی حُرمت مشہور ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرفہ کے روز فرمایا ''یہ وہ دن ہے کہ جو اس روز اپنے کان، آنکھ اور زبان کا مالک ہوا، وہ بخشا گیا''۔(۲۲)

۸۔ اُن میں سے یہ کہ یہ اُس دن کے موافق ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل فرمایا اور مومنوں پر اپنی نعمت کو پورا فرمایا۔

۱۹۔ المرجع السابق

۲۰۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، برقم: ۱۷/۱۹۲۹۔ (۸۵٤)، ص۳۸۹

۲۱۔ مُسنَد ابن الشّهاب، الجمعةُ حجُّ المساكين (٥٤)، برقم:۷۸، ۷۹، ۱/۸۱، ۸۲

۲۲۔ المُسنَد للإمام أحمد، ۱/۳۲۹

۹۔ ان میں سے یہ کہ اِس روز دو ایسے دنوں کا اجتماع ہے کہ جن میں دعا قبول کی جاتی ہے مگر جمعہ کا روز تو حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر فرمایا، پس فرمایا کہ ''اس میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے''، آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اس کا وقت بہت کم ہے جیسا کہ ''صحیح مسلم'' (۲۳) میں ہے اور بعض طُرُقِ حدیث میں ہے ''وہ ساعت بہت تھوڑی ہے''۔(۲٤)

اور اس ساعت میں اس کے بارے میں وارد احادیث کی وجہ سے اختلاف ہے پس ''صحیح مسلم'' میں حدیثِ ابی بُردہ بن ابی موسیٰ اشعری سے ہے کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے باپ کو جمعہ کی ساعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتے سُنا ہے؟ انہوں نے عرض کی، ہاں، میں نے اپنے ابا سے سُنا، انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ ساعت امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لے کر نماز ختم کرنے کے درمیان ہے''۔(۲۵)

اور امام ترمذی نے حدیثِ کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المُزنی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ کی تخریج فرمائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگتا ہے وہ اُسے عطا فرماتا ہے''، عرض کی یا رسول اللہ! وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا ''نماز قائم ہونے سے نماز ختم ہونے تک''۔(۲٦)

۲۳۔ صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب السّاعة التي في يوم الجمعة، برقم: ۹۳٥، ۱/۲۲۳
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب في السّاعة التي في يوم الجمعة، برقم: ۱۳/۱۹۲۲۔ (۸٥۲)، ص۳۷۸

۲٤۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب السّاعة التي في يوم الجمعة، برقم: ۹۲٦/ ۱٥۔ (۸٥۲)، ص۳۷۸

۲٥۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب السّاعة التي في يوم الجمعة، برقم: ۱٦/۱۹۲۸۔ (۸٥۳)، ص۳۷۸، ۳۷۹

۲٦۔ سُنن التّرمذي، أبواب الجمعة، باب ما جاء في السّاعة التي ترجى في يوم الجمعة، برقم: ٤۹۰، ۱/۳٦۲

اور اُس حدیث میں جس کی تخریج امام احمد نے اپنی ''مُسند'' میں فرمائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس وجہ سے اِس کا نام جمعہ رکھا گیا؟ فرمایا'' کیونکہ اس میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی تیار کی گئی اور اس میں صعقہ اور بعثت (اٹھایا جانا) ہے اور اِس میں بطشہ (سخت پکڑ یعنی قیامت) ہے اور اس کی آخری تین ساعتوں میں ایک ساعت ہے جو شخص اس میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرماتا ہے''۔(۲۷)

حضرت ابو ہریرہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ساعت جمعہ کے دن کی سورج غُروب ہونے سے قبل آخری ساعت ہے، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے نہیں سُنا کہ آپ نے فرمایا: ''نہیں پائے گا اُس ساعت کو مومن اور وہ نماز میں ہو'' تو وہ نماز کی ساعت نہیں ہے۔ (یعنی مؤمن اس ساعت کو تب پائے گا جب وہ نماز میں ہو اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی ساعت وہ ہے کہ جس تک نماز کو مؤخر کرنا ممنوع ہے) تو انہوں نے فرمایا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے نہیں سُنا کہ ''جو شخص نماز پڑھے اور دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ جائے تو وہ ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے یہاں تک کہ اگلی نماز آئے'' میں نے کہا ہاں (مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اُس ساعت میں نماز کے انتظار میں ہے تو گویا وہ نماز میں ہے لہٰذا وہ اس ساعت کو پالے گا)، تو فرمایا پس وہ اِسی طرح ہے۔(۲۸)

مگر عرفہ کے روز دُعا کی قبولیت تو یہ اَمر مشہور ہے اور اِس پر اثر وارد ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس اُمت کی بخشش اور اُس کے واسطے رحمت کی دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وہ عطا فرمایا جو آپ نے مانگا، اور آپ کی اُمت کے معاملے میں آپ کو آپ کی

۲۷۔ المُسنَد للإمام ۲/۳۱۱

۲۸۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الصّلاة، باب تفریع أبواب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة، برقم ۱۰۴٦، ۱/۴۴۲
أیضاً سُنَن التّرمذی، أبواب الجمعة، باب ما جاء فی السّاعة التی ترجی فی یوم الجمعة، برقم: ۴۹۱، ۱/۳٦۵

اُمید عطا فرمائی پس اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری جانب سے افضل جزاء عطا فرما۔(۲۹)

حسین بن عبد اللہ ہاشمی سے مروی ہے وہ عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں دعا فرماتے دیکھا، آپ کے دونوں مبارک ہاتھ سینہ اقدس کی طرف تھے مثل استطعام مساکین کے، امام حاکم ابو عبد اللہ نے حسین مذکور کے طریق سے اِس کی تخریج فرمائی ہے۔(۳۰)

حضرت عباس بن مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی اُمت کے لئے بخشش اور رحمت کی دعا فرمائی، پس آپ نے کثرت سے دعا فرمائی تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) جواب ملا کہ ''میں نے دعا قبول کی سوائے بعض کے بعض پر ظلم کے، مگر جو میرے اور میرے بندوں کے مابین ہے تو میں نے اُسے بخش دیا'' تو حضور ﷺ نے عرض کی ''اے میرے ربّ! تُو قادر ہے کہ اس مظلوم کو ثواب مرحمت فرما دے اور اُس ظالم کو معاف فرما دے'' تو یہ دعا اُس شام قبول نہ ہوئی، پھر جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے دعا کا اعادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ''میں نے انہیں بخش دیا''، پھر رسول اللہ ﷺ متبسم ہوئے، تو آپ کے بعض اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اِس گھڑی میں تبسم فرما رہے ہیں جس میں آپ تبسم نہیں فرماتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے متبسم ہوا جب اُس نے جانا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے تو واویلا کرنے لگا اور اپنے سر میں مٹی ڈالنے لگا''۔ امام احمد نے اپنی ''مسند'' (۳۱) میں اور ابن ماجہ نے اپنی ''سُنَن'' (۳۲) میں اِس کی

۲۹۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الصّلاة، باب تفریع أبواب الجمعة، باب فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة، برقم ۱۰۴٦، ۱/۴۴۲
أیضاً سُنَن التّرمذی، أبواب الجمعة، باب ما جاء فی السّاعة التی ترجی فی یوم الجمعة، برقم: ۴۹۱، ۱/۳٦۵

۳۰۔ السُّنَن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الحجّ، باب أفضل الدّعاء یوم عرفة، برقم: ۹۴۸۴، ۵/۱۹۰

۳۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے "زیادة المسند: مسند أبیه" میں ذکر کی ہے (قوة الحِجاج فی عموم المغفرة للحاج، أما حدیث العباس بن مرادس، ص۸٦)

۳۲۔ سُنَن ابن ماجة، کتاب المناسك، باب: الدّعاء بعرفة، برقم: ۳۰۱۳، ۳/۴۷۲

تخریج کی ہے۔(۳۳)

اور حدیثِ ابراہیم بن اَبی عَبلہ عن طلحہ بن عبید اللہ بن کریز میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شیطان کو کسی دن اتنا ذلیل وحقیر نہ دیکھا گیا جتنا عرفہ کے روز دیکھا گیا، اور وہ اِس لئے ہے کہ اس میں رحمت نازل ہوتی ہے پس بڑے گُنا ہوں کو تجاوز کر جاتی ہے......
......الحدیث۔(۳٤)

اور ابو مطیع بن عبدالرحمٰن بن المثنّی نے کہا کہ میں علی بن الجارود کو سُنا انہوں نے فرمایا ہم علم (دین) کی طلب میں نکلے، پس میں اور میرا ساتھی عرفہ کی شام قومِ لوط کے شہر سے گزرے، میں نے اپنے ساتھی سے یا میرے ساتھی نے مجھے کہا (اُن کے تباہ شُدہ شہر میں) داخل ہو کہ ہم اس کی گلیوں میں چکر لگائیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کریں کہ اُس نے ہمیں اِس بلا سے عافیت میں رکھا جس میں انہیں مبتلا کیا، کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ ہم غروبِ آفتاب تک اُن گلیوں میں گھوم رہے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ پراگندہ بال اور غُبار آلودہ ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہمارے پاس آکر کھڑا ہوا، پس اُس نے پوچھا تم کون ہو؟ تو ہم نے اُسے اپنے بارے میں بتایا جب اُس نے جانے کا ارادہ کیا تو ہم نے اُس سے پوچھا، تم کون ہیں؟ تو اُس نے ہمارے سوال پر دھیان نہ دیا تو ہم نے کہا شاید تُو ابلیس ہے تو اُس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں، ہم نے کہا اے ملعون! تو کہاں سے آیا ہے؟ کہنے لگا میں ابھی مَوقف (یعنی عرفات کے میدان) سے آیا ہوں، آج میں نے وہاں دیکھا کہ جس سے میں نے پچاس برسوں تک گناہ کروائے تھے یہاں تک میرا دل اُس سے مطمئن تھا (کہ اب یہ شخص نیکی کی طرف نہیں جائے گا) آج اُس پر رحمت کا نُزول ہوا تو اِس پر میں صبر نہ کر

۳۳۔ اور مُلّا علی قاری نے "الذّخيرة الكثيرة" (ص ۴۹) میں لکھا ہے کہ امام بیہقی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ جس کے کثیر شواہد ہیں اور اسے ہم نے "الشعب" میں ذکر کیا ہے، پس اگر یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ ''صحیح'' ہے تو اس میں حجت ہے اور ''صحیح'' نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ اور بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا شرک سے کم ہے۔ انتہیٰ

۳٤۔ الموطأ للإمام مالك، كتاب الحجّ، باب جامع الحجّ، ۲۰/۸۱/٤٤۱، ص ۲۸۰
أيضاً قوة الحجاج فى عموم المغفرة للحِجاج، إيراد جملة أحاديث تضمنت إلخ، ص ۱۰۱، ۱۰۲

پایا یہاں تک کہ میں نے اپنے سر میں مٹی ڈالی یہاں آیا ہوں انہی کے معاملے میں سوچ رہا ہوں، میری حالت (اب کچھ) پُرسکون ہے۔

اور امام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد صابونی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ ایک شخص ملکِ رُوم میں قید تھا، کسی قلعے سے وہ فرار ہو گیا اس نے کہا کہ میں رات کو سفر کرتا اور دن کو چُھپ جاتا، ایک رات میں پہاڑوں اور درختوں میں چل رہا تھا کہ میں نے کچھ محسوس کیا جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا، پس میں نے اونٹ پر سوار ایک شخص کو دیکھا جس سے مجھ پر رُعب میں اضافہ ہو گیا اور یہ اس لئے کہ رُوم میں اونٹ نہیں ہوتے، تو میں نے کہا سبحان اللہ مُلکِ روم میں اونٹ سوار؟ بے شک یہ تعجب کی بات ہے، پس جب وہ میرے پاس پہنچا میں نے کہا اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا نہ پوچھ، میں نے کہا: میں نے عجب بات دیکھی ہے تو مجھے بتا، کہنے لگا میں ابلیس ہوں اور میں عرفات سے آیا اور آج شام اُن پر کھڑا ہوا اور اُن کے پاس گیا تو اُن پر رحمت وبخشش کا نُزول ہوا اور بعض بعض کو ہبہ کئے گئے (یعنی بعض بعض کی وجہ سے بخشے گئے) تو مجھے غم وحزن لاحق ہوا اور میں اب قسطنطنیہ کی طرف جا رہا ہوں وہاں شرک اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد (جیسی شرکیہ وکفریہ باتیں) سُن کر خوش ہوں گا، تو میں نے کہا میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جب میں نے یہ کلمات کہے تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔(۳۵)

اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں یومِ عرفہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ جہنم سے آزاد کرے اور وہ اپنی رحمت سے قریب ہوتا ہے پھر اُن کے ساتھ فرشتوں سے مباہات فرماتا ہے، فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟۔ (۳٦)

۳۵۔ أوردها هكذا ابن رجب فى "لطائف المعارف"، ص ۳۲۱

۳٦۔ صحيح مسلم، كتاب الحجّ، باب فضل الحجّ و العمرة و يوم عرفة، برقم: ۳۲٦۷/٤۳٦۔ (۱۳٤۸)، ص ٦۲۵
أيضاً سُنَن النّسائى، كتاب الحجّ، باب ما ذكر فى عرفة، برقم: ۳۹۹٦/۱، ٤۲۰/۲
أيضاً سُنَن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب الدّعاء بعرفة، برقم: ۳۰۱٤، ٤۷۳/۳

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے، پس فرمایا ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے آج اِس دن تمہاری وجہ سے مباہات فرمائی، پس تمہارے لئے بخشش عام فرمادی''۔

اور ابوعبداللہ محمد بن مَندہ نے ''کتاب التوحید'' میں حدیثِ ابی نُعیم الفضل بن دُکین سے تخریج فرمائی کہ حدیث بیان کی ہمیں مرزوق مولیٰ طلحہ وہ روایت کرتے ہیں، ابوالزبیر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نُزول اجلال فرماتا ہے پس اُن کے ساتھ فرشتوں سے مُباہات فرماتا ہے، پس فرماتا ہے کہ ''میرے بندوں کو دیکھو، وہ پراگندہ، غُبار آلودہ ہر دُوری سے آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا''، تو فرشتے عرض کرتے ہیں، اے رب! اُن میں فلاں ہے جس پر بُرے ہونے اور نادانی کی تہمت لگائی جاتی ہے، تو اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے ''میں نے انہیں بخش دیا''، کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں اتنے جہنم سے آزاد ہوں جتنے عرفہ کے روز میں ہوتے ہیں'' تابعہ وکیع عن مرزوق (۳۷)

اور ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں تخریج فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں کہ کوئی دن نہیں جو عند اللہ یوم عرفہ سے افضل ہو، اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نُزول اجلال فرماتا ہے، پس اہل زمین کے ساتھ اہلِ آسمان سے مُباہات فرماتا ہے، پس فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو پراگندہ بال، غُبار آلودہ دھوپ میں کھڑے ہیں، ہر گہری گھائی سے میری رحمت کی اُمید میں آئے ہیں حالانکہ انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا ''پس یوم عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد نہیں دیکھے گئے''۔ اور حضرت انس، ابن عمر، اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے اس حدیث کے شواہد ہیں۔ (۳۸)

اور بعض آثار میں آیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ عرفہ کی شام اہلِ مَوقف سے فرماتا ہے کہ

۳۷۔ اسے ابن رجب نے "لطائف المعارف"، ص ۳۲۰ میں ابن مَندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۳۸۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "قوة الحِجاج" میں انہیں ذکر کیا ہے، دیکھئے، "قوة الحِجاج" ص ۹۱، ۹۳، ۱۰۰

''میں نے تمہارے بُرے تمہارے نیکوکاروں کو ہبہ کر دیئے ہیں''۔ (۳۹)

اور اسلاف میں سے کسی نے حج کیا پھر رات کو سو گیا تو نیند میں دو فرشتوں کو دیکھا جو آسمان سے اُترے، ایک نے دوسرے سے کہا اِس سال کتنے لوگوں نے حج کیا؟ دوسرے نے جواب دیا: چھ لاکھ نے، پھر پوچھا اُن میں سے کتنوں کا حج قبول ہوا؟ دوسرے نے جواب دیا (صرف) چھ کا، تو جو خواب میں دیکھا تھا اُس سے پریشان ہو کر وہ شخص بیدار ہوا، پھر دوسری رات سویا تو فرشتوں کو دوبارہ دیکھا جو آسمان سے اُترے، انہوں نے اپنی بات دہرائی، اور ایک نے کہا: اللہ عزّ وجلّ نے چھ میں سے ہر ایک کو ایک لاکھ ہبہ کر دیئے۔ (۴۰)

حضرت فُضیل بن عیاض نے عرفات میں وُقوف کیا، عرفہ کی شام میں لوگوں کی آہ و زاری اور گریہ زاری کو دیکھا تو فرمایا مجھے بتاؤ کہ یہ لوگ اگر کسی شخص کے پاس جائیں اور اُس سے ایک دانق (دانق درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں) کا سوال کریں تو وہ انہیں خالی لوٹا دے گا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخشش اُس شخص کے ایک دانق کا سوال پورا کرنے سے کہیں آسان ہے۔

اور محمد بن فضل بن عطیہ بخاری فرماتے ہیں کہ ہم عرفات میں تھے اور مسلمان دعا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری میں مشغول تھے، جب سورج غُروب ہوا تو ہم عرفات سے لوٹے تو میرے کرائے والے نے مجھے کہا، اے ابا عبد اللہ! کیا سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اِس قوم کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا؟ تو میں نے کہا: مجھے اُمید ہے، اُس نے کہا: تم اُمید رکھتے ہو، تم اُمید رکھتے ہو! پس میری یہ بات اُسے بھاری لگی یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میں اونٹ سے گرا دیا جاؤں گا، پھر اُس اونٹ والے نے کہا: یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کسی بُرے شخص کے پاس جائیں تو اُن کی بات مانی جائے، تو ارحم الراحمین کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اُن سب کو ضرور بخش دے گا، محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ

۳۹۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ہے شاہد کہ جس کا کچھ پہلے تذکرہ کیا اور یہ حدیث "مُسنَد أبي يعلى" (برقم: ۴۰۹۲) میں ہے۔

۴۰۔ یعنی اِس سال چھ لاکھ افراد نے حج کیا اور صرف چھ کا حج قبول ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے چھ میں سے ہر ایک کے صدقے ایک لاکھ کو بخش دیا، اس طرح تمام کی بخشش ہوگئی۔

اونٹ والا مجھ سے زیادہ علم والا ہے۔

اور مروی ہے کہ حضرت سفیان ثوری نے عرفات میں وُقوف کیا وہاں اہلِ کبائر اور فسق و فجور میں مشہور لوگوں کو دیکھا تو آپ کے دل میں آیا کہ کیا اِن لوگوں کو بخشا جائے گا؟ پس آپ سو گئے تو خواب میں آپ سے کہا گیا اے ابا عبد اللہ! ہم نے اِن سے زیادہ گُنا ہوں والوں کو بخش دیا ہم نے اِن سب کو بخش دیا، الخ۔(٤١)

علامہ ابن الضّیاء حنفی کا کلام

قاضی و مفتی مکہ امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن الضیاء مکی حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: طلحہ بن عبید اللہ بن کریز سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دِنوں میں افضل دن یوم عرفہ ہے جو جمعہ کے موافق ہو اور وہ اُن ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں''۔

اور ابو طالب (محمد بن علی مکی متوفی ۳۸۶ھ) نے (تصوف کی اپنی مشہور کتاب) ''قوت القلوب'' میں بعض اسلاف سے نقل کیا، فرمایا کہ جب یوم عرفہ یوم جمعہ کے موافق ہو جائے تو تمام اہلِ موقف کی مغفرت کی جاتی ہے اور جمعہ کا دن دنیا کے دِنوں میں افضل ہے۔(٤٢)

اور نبی کریم ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ''جمعہ میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے''۔(٤٣)

اور مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُسے عصر کے بعد دن کی آخری ساعتوں میں تلاش کرو''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ''(وہ ساعت) عصر اور غروبِ آفتاب کے درمیان ہے''۔(٤٤)

٤١۔ مجلسٌ فی فضل یوم عرفة و ما یتعلق به، ص ٥١ تا ٦٤

٤٢۔ القِری لقاصد أمّ القُری، ص ٤١٠

٤٣۔ سُنَن النّسائی، کتاب الجمعة، باب السّاعة التی یستجاب فیها الدّعاء یوم الجمعة، برقم: ١/١٧٤٨ تا ٦/١٧٥٣، ١/٥٣٨، ٥٣٩

٤٤۔ القِّری لقاصد أمّ القُری، باب ما جاء فی وقفة الجمعة، ص ٤١٠

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین! ایک آیت ہے جو تمہاری کتاب (قرآن) میں نازل ہوئی جسے آپ لوگ پڑھتے ہو وہ آیت اگر ہم جماعت یہود پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے، آپ نے فرمایا: کونسی آیت ہے؟ کہنے لگا: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ (٤٥)

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے اس دن اور اُس جگہ کو پہچانا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی جب کہ آپ عرفات میں جمعہ کے دن یوم عرفہ قیام فرما تھے، اسے مسلم نے روایت کیا۔(٤٦)

پس ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کے روز وُقوفِ عرفات کو جمعہ کے غیر میں وُقوف پر پانچ وُجوہ سے فضیلت ہے۔

اول: یہ کہ اسے اُن ستر حجوں پر فضیلت ہے جو جمعہ کے غیر میں ہوں۔

دوم: یہ کہ ہر وُقوف کرنے والے کو بخشا جاتا ہے۔

سوم: یہ کہ جمعہ ہفتہ کے ایام میں افضل دن ہے تو اس میں عمل بھی افضل ہے۔

چہارم: اُس ساعت کی وجہ سے جو اس دن میں ہے۔

پنجم: اس میں نبی کریم ﷺ کے حج سے موافقت ہے۔

علامہ عز الدین بن جماعہ نے فرمایا: میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرض کی ادائیگی کی حیثیت سے اِس حج کو اس کے غیر پر فضیلت نہیں ہے۔

فرمایا اُن سے طلباء میں سے بعض نے سوال کیا اور کہا کہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلقاً تمام اہلِ موقف کو بخش دیتا ہے تو ابھی گزرنے والی حدیث میں جمعہ کے دن ساتھ تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب دیا کہ احتمال ہے کہ جمعہ کے دن وُقوف کی صورت میں اللہ تعالیٰ تمام وُقوف کرنے والوں کو بلا واسطہ بخش دیتا ہے اور جمعہ کے علاوہ میں ایک قوم کو دوسری قوم کے لئے ہبہ فرماتا ہے (ہر ایک قوم کی وجہ سے دوسری قوم کی بخشش فرماتا ہے) اور میرے

٤٥۔ المائدة: ٣/٥

٤٦۔ صحیح مسلم، کتاب التّفسیر، باب تفسیر آیات متفرقه، برقم: ٣/٧٦٢٨۔(٣٠١٧)، ص ١٤٣٢

داداشیخ ضیاء الدین اس کا جواب دیتے تھے کہ جمعہ کے دن حج میں حاجیوں اور غیر حاجیوں کی بخشش ہوتی ہے اور اس کے غیر میں فقط حاجیوں کی۔ واللہ اعلم(۴۷)

علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی کا کلام

علامہ ابن حجر ہیتمی امام نووی کی ''مناسک'' میں عبارت کے تحت لکھتے ہیں یہ جسے امام نووی نے قیل کے ساتھ حکایت کیا وہ حدیث ہے جسے عز بن جماعہ نے اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ ''جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اللہ تعالیٰ تمام اہلِ موقف کو بخش دیتا ہے''۔ اور یہ بات اس طرح مشکل ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ موقف کو بخش دیتا ہے تو جمعہ کے دن کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ اور جمعہ کے روز بغیر کسی واسطے کے تمام کی بخشش فرماتا ہے اور اس کے غیر اُن میں ایک قوم کو دوسری کے لئے ہبہ کرتا ہے پس اگر تو کہے کہ مغفرت تو ہر صورت میں ہو جاتی ہے تو کونسا فائدہ ہے جو مغفور لہ پر لوٹتا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ وہ کافی ہے جو اس قُرب میں ہے جو قُرب واسطے کی عدم احتیاج کا مقتضی ہے جیسے شرف کی زیادتی اور کمال مغفرت، اور فرمایا کہ اس کے مزایا سے نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے۔(۴۸)

علامہ رحمت اللہ سندھی کا کلام

صاحب منسک کبیر، اوسط اور صغیر علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ بن ابراہیم سندھی مکی متوفی ۹۹۳ھ نے ''مناسک کبیر'' کے آخر میں باب الرقاق میں لکھا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمام دِنوں میں افضل دن یوم عرفہ ہے جب کہ جمعہ کے روز موافق ہو جائے اور وہ اُن ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں، روی فی "تجرید الصّحاح" (۴۹)

۴۷۔ البحر العمیق، الباب الأول فی الفضائل، فصل وقفة الجمعة ، ۱/۲۲۳، ۲۲۴

۴۸۔ حاشیة العلامة ابن حجر الهیتمی علی شرح الإیضاح فی المناسك، الباب الثالث، الفصل : فی الوقوف بعرفات، ص ۳۳۰

۴۹۔ جمع المناسك و نفع الناسك (المناسك الكبیر)، باب الرقاق، ص ۴۲۸

اور اسی کتاب کے باب المتفرقات میں لکھتے ہیں کہ

فائدہ: جان لے کہ جمعہ کے روز وقوف کو اُس کے غیر پر چند وُجوہ سے فضیلت ہے۔

۱۔ نبی کریم ﷺ (کے حج) کے ساتھ موافقت کی وجہ سے۔

۲۔ اُس ساعت کی وجہ سے جو اِس روز (یعنی جمعہ کے روز) میں ہے۔

۳۔ اور اس وجہ سے کہ اس روز کا حج اُن ستر حجوں سے افضل ہے جو اس روز نہ ہوں۔

۴۔ اور اس لئے کہ ایسے دو دِنوں کے اجتماع کی وجہ سے جو تمام دنوں میں افضل ہیں یہ دن (یعنی جمعہ کے روز عرفہ) افضل الایام ہے، کیونکہ شرفِ امکنہ کی طرح شرفِ زمانہ کی وجہ سے اعمال کو شرف حاصل ہوتا ہے۔

۵۔ اور مخلوق کے نماز جمعہ اور وُقوفِ عرفہ کے لئے اجتماع کی وجہ سے۔

۶۔ اور دو عیدوں کے اجتماع کی وجہ سے۔

۷۔ اِس روز کی اُس دن کے ساتھ موافقت کی وجہ سے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل فرمایا۔

۸۔ یوم جمعہ کی یوم قیامت کے ساتھ موافقت کی وجہ سے۔(۵۰)

۹۔ اور اس میں کثرتِ طاعت کی وجہ سے۔

۱۰۔ اور جنت میں ''یوم المزید'' کے ساتھ موافقت کی وجہ سے۔(۵۱)

۱۱۔ ربّ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہونے اور قبولیت کے قُرب کی وجہ سے۔

۱۲۔ اِس میں اَجر کے کئی گُنا ہونے کی وجہ سے۔

۱۳۔ اور اس لئے کہ وہ تمام اہلِ موقف کو بخش دیتا ہے۔

پس اگر کہا جائے کہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلقاً تمام اہلِ مَوقف کو بخش دیتا ہے تو اس کی جمعہ کے دن کے ساتھ تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو کہا گیا کہ وہ جمعہ کے روز بلا واسطہ بخشش دیتا ہے اور اس کے غیر میں ایک قوم دوسری کو ہبہ فرماتا ہے اور کہا گیا کہ وہ جمعہ کے روز

۵۰۔ اس لئے کہ قیامت جمعہ کے روز قائم ہوگی۔

۵۱۔ جمعہ کے دن کا نام جنت میں "یوم المزید" رکھا گیا ہے کہ اُس روز اللہ تعالیٰ کی زیارت، لقاء کی رؤیت اور اُس کے کلام کا سماع ہوگا جیسا کہ "الحظّ الأوفر فی الحجّ الأكبر" میں گزرا۔

وُقوف کی صورت میں حاجی و غیر حاجی سب کو بخش دیتا ہے اور اس کے غیر میں صرف حاجیوں کو بخشتا ہے۔

(اگر) تو کہے کہ مغفرت تو ہر تقدیر پر حاصل ہوتی ہے تو کونسا فائدہ ہے جو مغفور لہ کی طرف لوٹتا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ وہ کافی ہے جو شرف کمالِ مغفرت کی وجہ سے مزید توبہ کے واسطے سے اہلِ قُرب کے لئے اس میں ہے، پس اگر کہا جائے کہ کبھی وُقوف میں وہ بھی ہوتا ہے کہ جس کا حج قبول نہیں کیا جاتا تو اُسے کیسے بخشا جائے گا؟ کہا گیا کہ یہ احتمال ہے کہ اُس کے گُناہ بخش دیئے جائیں اور اُسے حج مبرور کا ثواب نہ دیا جائے، پس مغفرت قبولیت حج کے ساتھ مقید نہیں ہے اور وہ بات جو اس احتمال کو واجب کرتی ہے وہ یہ ہے کہ احادیث میں مغفرت تمام اہلِ موقف کے لئے وارد ہے تو یہ قید لگانا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(٥٢)

امام خفاجی کا کلام

قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی حنفی متوفی ١٠٦٩ھ لکھتے ہیں کہ مگر جس حج میں یوم عرفہ جمعہ کے روز ہوا اُسے ''حج اکبر'' کہنا اس کا انہوں نے ذکر نہیں کیا اگرچہ اس کا ثواب اپنے غیر سے زیادہ ہے۔ (یعنی یومِ عرفہ اگر جمعہ کے روز ہو تو اِس کا ثواب اس سے زیادہ ہے جب یوم) عرفہ جمعہ کو نہ ہو۔ جیسا کہ امام سیوطی نے اسے اپنے بعض رسائل میں ذکر کیا ہے اور بعض علماءِ عصر کے ''حج اکبر'' کے بارے میں چند اقوال ہیں۔

١۔ حج اکبر یہ ہے کہ یوم عرفہ جمعہ کے روز ہو
٢۔ حج اکبر قِران ہے
٣۔ حج اکبر مطلق حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے

اور ان اقوال میں کوئی تعارض نہیں ہے (قاضی شہاب الدین خفاجی حنفی نے حج اکبر کے بارے میں علماء کرام سے تین اقوال نقل کئے اور لکھا کہ کوئی قول دوسرے قول کے مخالف نہیں ہے مطلب کہ ہر قول اپنی جگہ درست ہے یہ بھی درست ہے کہ یوم عرفہ جمعہ کے

٥٢۔ المناسك الكبير المسمّى بجمع المناسك و نفع النّاسك، باب المتفرقات، فائدة، ص٣٧٦، ٣٧٧

روز ہو تو وہ حج ''حج اکبر'' ہے اور یہ بھی درست ہے کہ جو قِران ''حج اکبر'' ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مطلق حج ''حج اکبر'' ہے۔

کیونکہ یہ نسبتی امر ہیں(٥٣) تو ان کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے(٥٤)

علامہ شرنبلالی کا کلام

اور علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ١٠٦٩ھ لکھتے ہیں کہ تمام دنوں میں افضل دن یوم عرفہ ہے جب وہ جمعہ کے دن کے موافق ہو جائے اور وہ حج ایسے ستر حجوں سے افضل ہے جو جمعہ کے دن نہ ہوں، اسے صاحب ''معراج الدّراية'' نے اِن کلمات سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''أفضلُ الأيام يومَ عرفةٌ إذا وافقَ جمعةً، و هو أفضلُ من سبعين حجّةٍ'' اسے ''تجريدُ الصِّحاح'' میں ''موطّأ'' کی علامت سے ذکر کیا ہے، اِسی طرح زیلعی شارح ''الکنز'' نے فرمایا ہے۔(٥٥)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کا کلام

مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور حارثی سندھی حنفی متوفی ١١٧٤ھ لکھتے ہیں: جمعہ کے روز وقوفِ عرفات دوسرے دن کے وقوف سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور اس کی کئی وجوہ ہیں کیونکہ اس میں (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے وقوف کے ساتھ موافقت ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کا حجۃ الوداع میں وقوف بلاخلاف جمعہ کے روز تھا۔ اور (یہ کہ) اس روز دو

٥٣۔ یعنی وہ حج جس میں یوم عرفہ جمعہ کے روز ہو یہ اُس حج کی بنسبت ''اکبر'' ہے جو جمعہ کے روز نہ ہو اور حج قران، حج تمتع اور حج افراد کی بنسبت ''اکبر'' ہے اور مطلق حج عمرہ کی بنسبت ''اکبر'' ہے جیسا کہ مُلّا علی قاری نے ''الحظّ الأوفر في الحج الأكبر'' میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

٥٤۔ لہٰذا ''حج اکبر'' کے انکار کی کوئی وجہ نہیں اور پھر جمعہ کے روز وُقوف عرفہ کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا (حاشية الشّهاب على تفسير البيضاوي، سورة التّوبة/ الآية:٣، ٤/٥١٩)

٥٥۔ مراقي الفلاح شرح نو الإيضاح، كتاب الحجّ، فصل في العمرة، ص٤٢٦

روز جمع ہوتے ہیں جو کہ أفضل الأیام (تمام دنوں میں افضل) ہیں اور اعمال کو زمانہ اور مکان کے شرف کے ساتھ شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور اس میں جمعہ کی وہ ساعت موجود ہوتی ہے جس میں دُعاء مستجاب (مقبول) ہوتی ہے، اور (ایک فضیلت) اس روز مسلمانوں کا کثیر اجتماع کے سبب سے ہے۔ اور (ایک فضیلت) اس روز دو دو عبادتوں یعنی نمازِ جمعہ اور وقوفِ عرفات کے اجتماع کے واسطے سے ہے، نیز اِس دن کو اُس دن سے موافقت ہوتی ہے جس میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل فرمائی کہ عرفات میں حجۃ الوداع کے روز آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الاٰیۃ﴾ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب یوم عرفہ یوم جمعہ کے موافق ہو (یعنی روزِ عرفہ کو جمعہ ہو) تو اللہ تعالیٰ تمام اہلِ موقف کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ سوال: اگر یہاں یہ کہا جائے کہ اہلِ موقف کی مغفرت کی روایت تو مطلق ہے پھر اس کو جمعہ کے ساتھ مختص کرنے کی کیا وجہ ہے؟ جواب: کہا جائے گا کہ بعض علماء کرام فرماتے ہیں اس سبب سے کہ بروزِ جمعہ وقوف کے دن اللہ تعالیٰ یہ مغفرت ہر ایک کے لئے بلا واسطہ فرماتا ہے اور جمعہ کے علاوہ وقوف کے روز یہ مغفرت بالواسطہ ہوتی ہے کہ بعض کی مغفرت بعض دیگر کے واسطے ہوتی ہے۔ اور بعض علماء کرام فرماتے ہیں جمعہ کے روز وقوف کے دن حجاج اور غیر حجاج سب کی مغفرت ہوتی ہے، جمعہ کے روز کے علاوہ دن وقوف میں صرف حجاج کی مغفرت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اور کتاب "التجرید الصحاح" میں حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کا روز عرفہ کے دن کے موافق ہو جائے (یعنی جمعہ کو ۹ ذوالحجہ ہو) پس اس روز کا حج دوسرے دن کے حج سے ستر گُنا افضل ہے۔ اسی طرح (علامہ عثمان بن علی) زیلعی نے "تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" میں ذکر کیا ہے، لیکن مُحدِّثین کو اس حدیث کے ثبوت میں تأمل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "شرح سفر السعادۃ" میں فرمایا کہ عام لوگ جو اس دن کے حج کو "حج اکبر" کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور قرآن کریم میں جو ﴿یَوْمَ

الْحَجِّ الْاَکْبَرِ﴾ کے کلمات آئے ہیں اس سے مطلق حج مراد ہے جو حجِ اصغر یعنی عمرہ کے مقابلے میں بولا گیا ہے۔ اس کے باوجود جمعہ کے دن حج کے شرف و فضیلت میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے شرفِ زمانہ اور شرفِ مکان کی جہت سے اور رسول اللہ ﷺ کی موافقت کی جہت سے۔

اور ملا علی قاری نے جمعہ کے روز حج کے "حجِ اکبر" ہونے کا افادہ کیا ہے اور اس پر ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اور اس رسالہ کا نام "الحظ الأوفر فی الحج الأکبر" (یعنی حج اکبر میں ثواب کا وافر حصہ) رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمانے والا اور بہترین مددگار ہے۔(٥٦)

صدر الشریعہ کا کلام

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: وقوفِ عرفہ جمعہ کے دن میں ہو تو اس میں بہت ثواب ہے کہ یہ دو عیدوں کا اجتماع ہے اور اسی کو لوگ "حج اکبر" کہتے ہیں۔(٥٧)

٥٦۔ حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیزدھم در بعضے مسائل متفرقہ، فصل در بعض مسائل متفرقہ ، مسئلہ: وقوف عرفہ بروز جمعہ، ص۲۹۳۔۲۹٤

٥٧۔ بہار شریعت، حج کی منّت کا سوال، ۱۳٥/٦

مآخذ ومراجع

☆ **إتحافُ الخِيرَةُ المُهُرة** بزوائد المسانيد العشرة۔ للبوصيرى الإمام أحمد بن أبى بكرابن إسماعيل (ت ٨٤٠ ﻫ)، تحقيق أبى عبدالرّحمٰن وغيره، مكتبة الرُّشد، الرّياض، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٩ﻫ۔١٩٩٨م

☆ **الإحُسَان بتَرُتِيُب صَحِيُح ابن حبان**، رتّبه الأمير علاؤالدين على بن بلبان الفاسى (ت٧٣٩ﻫ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤١٧ﻫ۔ ١٩٩٤م

☆ **إحياء علوم الدّين**، للغزالى، الإمام حجة الإسلام أبى حامد محمد بن محمد (ت٥٠٥ﻫ)، دار الخير، بيروت، الطبعة الثّالثة١٤١٣ﻫ۔ ١٩٩٣م

☆ **أصدَقُ التَّصدِيق** بأفضليّة الصِّديق، للسيوستانى، (ت١٢٢٤ﻫ)، مخطوط مصوّر

☆ **البَحُرُ الزَّخّار**۔ للبزّار، للحافظ الإمام أبى بكر أحمد بن عمرو العتكى (ت٢٩٢ﻫ)، تحقيق عادل بن سعد، مكتبة العلوم و الحكم، المدينة المنوّرة، الطّبعة الأولى ١٤٢٤ﻫ۔ ٢٠٠٣م

☆ **البَحرُ العَمِيق** فى مناسك المُعتمر والحاجّ إلى بيت اللّٰه العتيق۔ لابن الضّياء، الإمام أبى البقاء محمد بن أحمد المكى الحنفى (ت٨٥٤ ﻫ)، تحقيق عبداللّٰه نذير أحمد عبدالرّحمٰن مزى، مؤسّسة الرّيان، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٧ﻫ ۔٢٠٠٦م

☆ **بهار شريعت**، للأعظمى، صدر الشّريعة محمد امجد على الحنفى (ت١٣٦٧ﻫ)، مكتبه إسلامية، لاهور

☆ **تَارِيُخُ مَدينةِ دِمَشق**۔ لابن عساكر، الحافظ أبى القاسم على بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشّافعى (ت٢٣٠ ﻫ)، تحقيق على شيرى، دار الفكر، بيروت١٤٢١ﻫ۔ ٢٠٠٠م

☆ **تبيين الحقائق** شرح كنز الدقائق، للزّيلعى، الإمام فخر الدّين عثمان بن على الحنفى (ت٧٤٣ﻫ) تحقيق، الشيخ أحمد عزّوعناية، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ﻫ۔٢٠٠٠م

☆ **تخريج الحافظ العراقى**= المغنى عن حمل الأسفار إلخ

☆ **التّشويق** إلى البيت العتيق، للطّبرى، العلامة جمال الدّين محمد بن محب الدّين أحمد المكى الشّافعى (ت٦٩٠ﻫ)، تحقيق أبى عبد الله محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٩ﻫ۔ ١٩٩٨م

☆ **تفسيرُ ابن جرير**۔ للطبرى، الإمام أبى جعفر محمد بن جرير(ت٣١٠ﻫ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٦ﻫ۔ ٢٠٠٥م

☆ **تفسير ابن أبى حاتم**۔ للإمام الحافظ عبد الرحمٰن بن أبى حاتم محمد التّميمى الحنظلى (ت٣٢٧ﻫ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٧ﻫ۔ ٢٠٠٦م

☆ **تفسير البغوى** = معالم التنزيل

☆ **تفسير الحداد** = كشف التنزيل فى تحقيق المباحث والتّأويل

☆ **تفسير السّمرقندى**، للسّمرقندى، الإمام الفقيه أبى الليث نصر بن محمد بن احمد (ت٣٧٣ﻫ)، تحقيق محب الدين أبى سعيد عمر بن غرامة العمروى، دارُالفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٦ﻫ۔١٩٩٦م

☆ **تفسير الطبرى** = تفسير ابن جرير

☆ **تفسير القرطبى** = الجامع لأحكام القرآن

☆ **التّفسير الكبير**، لطبرانى، الإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ﻫ)، تحقيق هشام الدرانى، دارالكتاب الثقافى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ٢٠٠٨م

☆ **الجامع لأحكام القرآن**۔ للقُرطبى، الإمام أبى عبد اللّٰه محمد بن أحمد الأنصارى المالكى (٦٦٨ﻫ)، دار إحياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٦ﻫ۔ ١٩٩٥م

☆ **الجَامِعُ الصَّحِيُح** هو سُنَن التّرمذى۔ للإمام أبى عيسى محمد بن عيسى التّرمذى (ت٢٧٩ﻫ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ﻫ۔ ٢٠٠٠م

☆ **الجَامِعُ لِشُعَبِ الإيمان**۔ للبيهقى، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشّافعى (ت٤٥٨ﻫ)، تحقيق الدّكتور عبد العلى عبد الحميد حامد، مكتبة الرُّشد،الرّياض، الطّبعةالأولىٰ١٤٢٣ﻫ۔ ٢٠٠٣م

☆ **جمع المناسك** و نفع الناسك، للسِّندى، الإمام رحمة الله بن القاضى عبد الله بن إبراهيم الحنفى (ت٩٩٣ﻫ)، المطبعة المحمودية، القسطنطنية ١٢٨٩ﻫ

☆ **حاشية الشّبلى** على تبيين الحقائق شرح كنز الدّقائق، للعلّامة الشيخ شهاب الدّين أحمد الشبلى، تحقيق الشيخ أحمد عزّوعناية، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ١٤٢٠ﻫ۔٢٠٠٠م

☆ **حاشية الشهاب**= عناية القاضى و كفاية الرّاضى

☆ **حاشية** العلّامة ابن حجر الهيتمى (على شرح الإيضاح فى مناسك الحج)۔ للهيتمى، المحدّث أحمد بن محمد بن على المكى الشّافعى (ت٩٧٤ﻫ)،

تحقیق عبدالمنعم إبراهیم، مکتبة نزار مصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطّبعة الثّانیة ١٤٢٧ھ۔٢٠٠٦م

☆ **الدُّرُّ المنثور** فی التّفسیر بالمأثور، للسّیوطی، الإمام جلال الدّین عبد الرحمٰن بن أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولٰی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

☆ **دَلَائِلُ النُّبُوَّةِ** ومعرفةُ أحوالِ صاحبِ الشّریعة۔ للبیهقی، الإمام أبی بکر أحمد بن الحسین الشّافعی (ت٤٥٨ ھ)، تعلیق الدّکتورعبد المعطی قلعجی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

☆ **سُنَن التّرمذی** = الجامع الصحیح

☆ **الذّخیرة الکثیرة** فی رَجاء المغفرة للکبیرة، للقاری، العلّامة نور الدین أبی الحسن علی ابن سلطان محمد الهروی المکی الحنفی (ت ١٠١٤ ھ)، تعلیق مشهور حسن سلمان، المکتب الإسلامی، بیروت، و دار عمّار، عمّان، الطّبعة الأولیٰ ١٤٠٩ھ۔ ١٩٩٨م

☆ **الرّیاضُ النَّضَرة** فی مناقب العشرة۔ للإمام أبی العباس أحمد بن عبدالله الشّهیر بالمُحبّ الطّبَری (ت٦٩٤ ھ) ، دارالمنار، القاهرة، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔٢٠٠٠م

☆ **الرّوض الدّانی** ، إلی المعجم الصّغیر، للطّبرانی، تحقیق محمد شکور محمود الحاج أمریر، مؤسّسة الرّیان، بیروت، الطّبعة الثانیة ١٤٣١ھ۔٢٠١٠م

☆ **سُنَن أَبِیْ داؤد۔** للإمام سلیمان بن أشعث السّجستانی (ت٢٧٥ ھ)، دار ابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

☆ **سُنَن ابن مَاجَة۔** للإمام أبی عبد اللّٰه محمد بن یزید القَزْوِینی (ت٢٧٣ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت،الطّبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

☆ **السُّنَنُ الکُبْریٰ۔** للبیهقی، الإمام أبی بکرأحمد بن الحسین الشّافعی (ت٤٥٨ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

☆ **سُنَنُ النّسائی۔** للإمام أبی عبد الرّحمن أحمد بن شعیب الخُرَاسَانی (ت٣٠٣ ھ)، دارالفکر، بیروت، ١٤١٥ھ۔١٩٩٥م

☆ **شرح مشکل الآثار**، للطّحاوی، الإمام أبی جعفر أحمد بن محمد الحنفی (ت ٣٢١ھ)، تحقیق شعیب الأرنووط، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، الطّبعة الثّانیة ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ **شرحُ السُّنَّة۔** للبغوی، الإمام أبی محمد الحسین بن مسعود (ت ٥١٦ ھ)، تحقیق الشّیخ علی محمد معوّض والشّیخ عادل أحمد عبدالموجود، دارالکتب العلمیة بیروت، الطّبعة الثّانیّة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ **صَحِیْح مُسْلِم۔** للإمام أبی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (ت٢٦١ ھ)، دارالأرقم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

☆ **صَحِیْحُ ابن خُزَیْمَة،** للإمام أبی بکر محمد بن إسحاق بن خُزَیْمَة النّیسابُوری (ت٣١١ھ)، تحقیق وتعلیق الدّکتور محمد مصطفیٰ الأعظمی، المکتب الإسلامی، بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ **صَحِیْحُ الْبُخَارِیْ۔** للإمام أبی عبد اللّٰه محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت٢٥٦ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩١م

☆ **الصّواعق المحرقة** فی الرّد علی أهل البدع والزّندقة۔ للهیتمی، الإمام المحدّث أحمد بن محمد بن علی إبن حجر المکی الشّافعی، (ت٩٧٤ ھ)، علّق علیه عبد الوهاب عبداللطیف، مکتبة القاهرة، مصر

☆ **عُمدة القاری** شرح صحیح البخاری۔ للعینی، الإمام بدرالدّین أبی محمد محمود بن أحمد الحنفی (ت٨٥٥ھ)، دار الفکر، بیروت، الطّبعة الأولٰی ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٨م

☆ **عنایة القاضی** وکفایة الرّاضی، للخفاجی، القاضی شهاب الدین أحمد بن محمد بن عمر الحنفی (ت١٠٦٩ ھ)، دارُالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ۔١٩٩٧م

☆ **الفتاوی التّاتارخانیّة**، للهندی، العلامة عالم بن العلاء الأنصاری الأندراسی الدّهلوی (ت٧٨٦ھ)، تحقیق: القاضی سجاد حسنین، دار احیاء التّراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م

☆ **فَتْحُ البَاری** شرح صحیح البخاری۔ للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشّافعی (ت٨٥٢ ھ)، تحقیق الشّیخ عبدالعزیز بن عبداللّٰه، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

☆ **فضائل الخلفاء الأربعة** ، للأصفهانی، الحافظ أبی نعیم أحمد بن عبداللّٰه (ت٤٣٠ ھ)، تحقیق محمد حسن محمد حسن اسماعیل، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢٤ھ۔٢٠٠٣م

☆ **فضائل الصحابة** ، للإمام أبی عبداللّٰه أحمد بن محمد بن حنبل (ت٢٤١ ھ)، تحقیق وصیّ اللّٰه بن محمد عباس، دارابن الجوزی، الطّبعة الرّابعة ١٤٣٠ھ

☆ **فضائل يوم عرفة**، لابن عساكر، الحافظ أبي القاسم على بن الحسن بن هبة اللّٰه (ت ٥٧١ ھ)، تحقيق وتعليق أبي عبداللّٰه مشعل بن باني الجبرين المطرى، دارابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠١م

☆ **قوة القلوب** في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التّوحيد، لأبي طالب المكى، الإمام محمد بن على بن عطيّة (ت٣٨٦ھ)، تحقيق محمد إبراهيم محمد الرضوانى، مكتبة التّراث، القاهرة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠١م

☆ **قُرّة العَينَين** في تفضيل الشَّيخَين رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما، للدّهلوى، المحدّث قطب الدّين أحمد بن عبدالرّحيم الحنفى، الشّهير بشاه ولىّ اللّٰه (ت١١٧٦ ھ)، المكتبة السّلفية، لاهور، تصوير المطبوع مطبع مجتبائى دهلى ١٣١٠ھ

☆ **القِرى** لقاصد أمّ القُرى ـ للطّبرى، الحافظ أبي العباس أحمد بن عبدالله الشّهير بمحب الدّين الطبرى (ت٦٩٤ھ)، تحقيق مصطفى السَّقا، المكتبة العلمية، بيروت

☆ **قُوّةُ الحِجاج** في عُموم المغفرة للحُجّاج، للعسقلانى، الحافظ شهاب الدّين أبي الفضل أحمد بن على بن محمد ابن حجر الشّافعى (ت٨٠٢ ھ)، دار القبلة للثّقافة الإسلامية، جدة، و مؤسّسة عُلوم القرآن، دمشق، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٣ھ ـ ١٩٩٣م

☆ **الكامِل** في ضعُفَاء الرِّجال ـ لابن عدى، الحافظ أبي أحمد عبداللّٰه الجرجانى (ت ٣٦٠ھ)، تحقيق الشّيخ عادل أحمد والشّيخ على محمد معوّض، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م

☆ **كتاب الأذكار** ـ للنّووى، الإمام أبي زكريا يحىٰ بن شرف الشّافعى (ت٦٧٦ ھ)، تحقيق بشير محمد عيون، مكتبة دارالبيان، دمشق، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٣م

☆ **كتاب الشّريعة** ـ للآجرى، الإمام أبي بكر محمد بن الحسين (ت٣٦٠ ھ)، تحقيق فريد عبد العزيز الجندى، دارالحديث، القاهره، سنة الطّباعة ١٤٢٥ھ ـ ٢٠٠٤م

☆ **كتاب الإيضاح** في مناسك الحجّ والعمرة ـ للنّووى، الإمام أبي زكريا يحىٰ بن شرف الشّافعى (ت٦٧٦ھ)، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة

☆ **كشف الأستار** عن زوائد البزّار على الكُتُب السِّتَّة ـ للهيثمى، الحافظ نور الدين على بن أبي بكر (ت٨٠٧ھ)، تحقيق حبيب الرّحمٰن الأعظمى، مؤسّسة الرّسالة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٤ھ ـ ١٩٨٤م

☆ **كشف التّنزيل** في تحقيق المباحث والتأويل، للحداد، الإمام أبي بكر الحداد اليمنى الحنفى (ت١٠٢١ ھ)، تحقيق الدّكتور محمد ابراهيم يحيى، المكتبة الحقّانية، بشاور

☆ **لُبَابُ التّأوِيل** في معاني التّنزيل، للعلامة علاء الدين على بن محمد البغدادى (ت٧٢٥ھ)، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٥ھ ـ ٢٠٠٤م

☆ **مجلسٌ** في فضل يوم عرفة و ما يتعلق، للدّمشقى، الحافظ محمد بن أبي بكر بن عبد الله بن محمد ابن ناصر الدّين القَيسىُّ الشّافعى (ت٨٤٢ ھ)، دار القبلة للثقافة الإسلامية، جدة، و مؤسّسة عُلوم القرآن، دمشق، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٣ھ ـ ١٩٩٣م

☆ **المحيط البرهانى** ـ للبخارى، أبي المعالى محمود بن صدر الشريعة ابن مازه الحنفى (ت٦١٦ھ)، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشى ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٤م

☆ **مختصر كتاب الموافقة** بين أهل البيت و الصّحابة ـ للحافظ إسماعيل بن على ابن زنجوية الرّازى السَّمان (ت٤٤٥ ھ) و اختصره جار الله أبو القاسم محمود بن عمر الزّمخشرى (ت٥٣٨ ھ) تحقيق: السّيد يوسف أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٠ھ ـ ١٩٩٩م

☆ **مراقى الفلاح** شرح نور الإيضاح كلاهما ـ للشرنبلالى، الإمام أبي الإخلاص حسن بن عمّار الحنفى (ت١٠٦٩ ھ)، تحقيق و تعليق بشار بكرى عرابى، مكتبة مرزوق، دمشق

☆ **مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيح** (شرح مشكاة المصابيح) ـ للقارى، الإمام على بن سلطان محمد الحنفى المعروف بالملّاعلى القارى (ت ١٠١٤ ھ)، تحقيق الشّيخ جمال عيتانى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ ـ ٢٠٠١م

☆ **المستَدرك** على الصّحيحين ـ للحاكم، الإمام أبي عبداللّٰه محمد بن عبداللّٰه النّيسابورى (ت٤٠٥ھ)، دارالمعرفة، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٧ھ ـ ٢٠٠٦م

☆ **مُسنَد البزّار** = البحر الزّخّار

☆ **مُسنَد الشّهاب**، للقاضى، القاضى أبي عبداللّٰه محمد بن سلامة، تحقيق حمدى عبدالمجيد السّلفى، مؤسّسة الرّسالة، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥ھ ـ ١٩٨٥م

☆ **مُسنَد أبي داؤد الطّيالسى**، سليمان بن داود بن الجارود (ت٢٠٤ ھ)، تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دارُالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥ھ ـ ٢٠٠٤م

☆ **مسُنَدُ الحُمَيْدِى**، للإمام الحافظ عبداللّٰه بن الزّبير (ت ٢١٩ ھ)، تحقيق الشّيخ حبيب الرحمٰن الأعظمى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٩ھ ـ ١٩٨٨م

☆ **مشكل الآثار**، للطّحاوى، الإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الحنفى (ت٣٢١ ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٥ھ ـ ١٩٩٥م

☆ **معالم التنزيل**، للبغوى، الإمام أبى الحسين بن محمود بن الفراء (ت٥١٦ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ۔٢٠٠٤م
☆ **موارد الظّمآن** إلىٰ زوائد ابن حبّان۔ للهيثمى، الحافظ نورالدين على بن أبى بكر، (ت٨٠٧ھ)، تحقيق محمد عبدالرّزاق حمزه، دارالكتب العلمية، بيروت
☆ **مَجْمَعُ الزَّوَائِد** ومنبع الفوائد۔ للهيثمى، نورالدين على بن أبى بكر المصرى (ت٨٠٧ھ)، تحقيق عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ۔٢٠٠١م
☆ **مُسنَد عبدُ بن حُميد** (المنتخب)، للإمام الحافظ أبى محمد عبد بن حُميد (ت٢٤٩ھ)، تحقيق السيّد صبيحى البدرى السّامرائى ومحمود محمد خليل الصّعيدى، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٨ھ۔ ١٩٨٨م
☆ **مُسْنَدأبى يعلىٰ**۔ للإمام أبى يعلى أحمد بن على الموصلى (ت٣٠٧ھ)، تحقيق الشّيخ خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م
☆ **المُسْند**، للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)، المكتب الإسلامى، بيروت
☆ **المُصنّف** لابن أبى شيبة، الإمام أبى بكر عبدالله بن محمد العبسى الكوفى (ت٢٣٥ھ)، تحقيق محمد عوّامة، المجلس العلمى، دارقرطبة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م
☆ **المَطَالبُ العَالية** بزوائد المسانيد الثّمانيّة۔ للعسقلانى، الحافظ شهاب الدّين أبى الفضل أحمد بن على بن محمد ابن حجر الشّافعى (ت٨٠٢ھ)، تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤١٤ھ۔ ٢٠٠٣م
☆ **المُعْجَمُ الْأَوْسَط**۔ للطّبرانى، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ ھ)، تحقيق محمد حسن محمد حسن الشّافعى، دارالفكر، ودار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م
☆ **المُعْجَمُ الْكَبِيْر**۔ للطّبرانى، الإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)، تحقيق حمدى عبد المجيد السّلفى، دارإحياء التُّراث العربى، بيروت، الطّبعة الثّانيّة١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢م
☆ **المُعْجَمُ الصَّغِيْر**۔ للطّبرانى، الإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت،١٤٠٣ھ۔ ١٩٨٣م
☆ **المغنى** عن حمل الأسفار فى الأسفار فى تخريج ما فى الإحياء من الأخبار

وغيرها، للحافظ العراقى، الإمام أبى الفضل عبد الرّحيم بن الحسين (ت٨٠٦ھ)، دار الخير، بيروت، الطبعة الثّانية ١٤١٣ھ۔ ١٩٩٣م
☆ **المقصد الأعلىٰ** فى تقريب أحاديث، الحافظ أبى يعلى، للعلامة على كوشك، دار ابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٢ھ۔٢٠٠١م
☆ **المناسك الكبير** = جمع المناسك و نفع النّاسك
☆ **الْمُوَطّا**۔ للإمام مالك بن أنس (ت١٧٩ ھ) برواية يحى بن يحى المصمودى، دار إحياء التُّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م
☆ **هِدَاية السَّالك** إلى المذاهب الأربعة فى المناسك۔ لابن جماعة، الإمام عزالدّين بن جماعة الكتانى (ت٧٦٧ھ)، تحقيق الدّكتور نورالدّين، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٣م